1469

اے کارساز قبلۂ حاجات کارہا + آغاز کردہ ام تو رسانی بانتہا

تاریخ صد سالہ بلندشہر

و

چند واقعات ماضی و مختصر حالات غدر ۱۸۵۷ء

مولفہ

سید عبدالعزیز رئیس چھپراوت ضلع بلندشہر

مطبع منشی ہر پرشاد بلندشہر میں چھپی

ڈیڈیکیشن

اپنے محسن و قدر دان جناب مسٹر ڈبلیو۔ ای۔ جے ڈاکس صاحب
بہادر آئی سی۔ ایس مجسٹریٹ و کلکٹر ضلع بلند شہر کی خدمت مین
یہ ناچیز تالیف پیش کرتا ہون

گر قبول افتد زہے عز و شرف

بلا امداد صاحب بہادر کے اس کا تکمیل کو پہونچنا غیر ممکن تھا۔ جو کچھ
امداد صاحب بہادر نے فرمائی اوسکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون
اور اون کے حق مین دعا کرتا ہون۔

الہی در جہان باشی باقبال
جوان بخت و جوان دولت جوان سال

سید عبد العزیز

ایڈریس

یور ایکسیلنسی

الٰہی بخت تو بیدار بادا — ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دایم شگفتہ — بچشم دشمنانت خار بادا

May Almighty God render thy luck happy,
May the fortune be thy eternal friend,
The flower of thy grandeur be ever blooming,
Be it a thorn in the eyes of thy foes.

خدا کا شکر ہے کہ آپ نے ہمارے ضلع کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے روشنی بخشی۔ آپ منجملہ اون چار صاحبون کے ہین جو بلند شہر مین کلکٹر و مجسٹریٹ رہنے کے بعد معزز عہدہ لفٹنٹ گورنری صوبہ پر ممتاز ہوئے ہین۔ تین صاحب لفٹنٹ گورنر ہوئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے گورنری عطا فرمائی۔ حضور والا ۱۸۹۸ء مین اس ضلع مین رونق افروز تھے۔ اس چھبیس برس کے زمانہ مین بلند شہر کی صورت بالکل بدل گئی ہے۔ ریلوے جاری ہوگئی۔ کلاک ٹاور۔ جدید شفاخانہ۔ کچہری دیوانی۔ گنج پختہ۔ مدرسہ تعلیم زراعت و تجارت وغیرہ وغیرہ غرضیکہ یوماً فیوماً گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ بلند شہر کو ترقی ہو رہی ہے۔

۱۸۲۴ء سے جب سے یہ ضلع قایم ہوا اسوقت ۱۹۲۴ء تک صد سالہ مختصر حالات مجھ ناچیز نے بکوشش تمام تلاش کرکے تحریر کئے ہین جو عرض کرتا ہون لیکن

ہے کہ دلچسپی سے خالی نہونگے۔

اسوقت بہت سے وہ صاحب یہان موجود ہین جنکے آبا و اجداد نے زمانہ غدر مین سرکار انگریزی کی خدمات کین اور خیر خواہ رہے جسکے معاوضہ مین سرکار نے از راہ قدر دانی خلعت و جاگیرین عطا فرمائین۔ اب بھی ہم سب بدل و جان سرکار کے خیر خواہ و جان نثار رہین۔

۱۔ نواب محمد مکرم علیخان صاحب ممتاز الدولہ رئیس بہاسو

۲۔ نواب محمد احمد سعید خان صاحب رئیس چھتاری۔ از روے ریفارم جدید گورنمنٹ نے انکو عہدہ منسٹری صوبہ عطا فرمایا۔ آپ اس ضلع کے رئیسون مین پہلے منسٹر ہین۔

۳۔ راؤ گرراج سنگہ صاحب رئیس کچیسر

۴۔ آغا سید محبوب علیشاہ صاحب گورنمنٹ پولیٹیکل پنشن ہولڈر

۵۔ چودھری رگھوراج سنگہ صاحب رئیس شکارپور

۶۔ کنور محمد تحسین علیخان صاحب رئیس کھیلیا

۷۔ سید عبد العزیز مولف کتاب ہذا رئیس چھپراوت

۸۔ منشی محمد خان صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ

۹۔ چودھری رام داس صاحب رئیس بھٹونہ

۱۰۔ چودھری امر سنگہ صاحب راے بہادر رئیس پالی

۱۱۔ منشی شاہ محمد خان صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ

۱۲۔ چودھری رگھوبیر سنگہ صاحب رئیس جیور

اب تاریخ شروع کرتا ہون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنگ مہابھارت کے دو تین صدیوں کے بعد ایک شخص راجہ اہبرن قوم تنور نے بلند شہر آباد کیا۔ بلند شہر اپنے بانی کے نام سے برن مشہور ہوا۔ کاغذات سرکاری وغیرہ میں اب تک اسکا نام برن لکھا جاتا ہے۔ (واللہ اعلم)

چونکہ یہ قصبہ کالی ندی کے کنارہ پر گرد و نواح کے کھادر سے بہت بلند تھا اسلئے عوام میں اسکا نام اونچا نگر مشہور ہوا۔ پھر مہذب زمانہ میں یہ نام بلند شہر سے تبدیل ہوا سلطان محمود غزنوی کے حملات کے زمانہ میں راجہ ہردت قوم ڈور کا بلند شہر پر قبضہ تھا۔ راجہ ہردت نے شہر میں ایک قلعہ تعمیر کرایا جسکا موقعہ اب بالائے کوٹ مشہور ہے ۱۱۹۳ء میں قطب الدین ایبک سپہ سالار سلطان شہاب الدین غوری نے جو بعد کو سلطان موصوف کا جانشین ہوا علیگڈھ میرٹھ۔ بدایون اور بلند شہر پر بزور شمشیر قبضہ کیا۔ اوس وقت بلند شہر پر راجہ چندر سین ڈور قابض تھا۔ فوج غوری نے اوسکو معہ فوج کے پامال کر دیا اور شہر پر قبضہ کیا۔ اس جنگ میں ایک فوجی افسر خواجہ لعل علی فوج غوری کا شہید ہوا۔ اوس کا مزار شہر سے مشرق کی طرف ندی پار اب تک بنام مزار خواجہ لعل برنی مشہور ہے۔ اہل اسلام میں یہ مزار مقدس شمار کیا جاتا ہے۔

راجہ کے خاندان کے ایک شخص مسمی اجے پال ڈور نے اسلام قبول کیا اوس کو ملک محمد دراز قد کا خطاب دیا گیا اور شہر کے چودہرات کا عہدہ معہ گیند جاگیر کے عطا ہوا۔ سلطان شہاب الدین غوری کا فرمان بنام ملک محمد دراز قد کے اسوقت تک اس خاندان میں موجود ہے۔ یہ لوگ چودھری ٹھٹے مشہور ہیں کیونکہ یہ لوگ زیادہ تر جھگڑالو تھے اس وجہ سے ٹھٹے کا لقب مشہور ہوا۔ بلند شہر کی حکومت کا عہدہ قاضی نور الدین غزنوال کو جو

بادشاہ کے ہمراہ ولایت سے آیا تھا عطا ہوا۔ قاضی موصوف کے ورثا راب تک بلند شہر میں
موجود ہیں اور قاضی کہلاتے ہیں۔ سنہ ۱۸۲۴ء میں ضلع بلند شہر قایم کیا گیا۔ سکندر آباد
وغیرہ گیارہ پرگنے ضلع میرٹھ کے اور جیور وغیرہ پانچ پرگنے ضلع علیگڑھ کے شامل ہو کر
بلند شہر کی کلکٹری علیحدہ مقرر ہوئی۔ ضلع قایم ہونیکے بعد سب سے بڑا حادثہ سنہ ۱۸۳۷ و ۱۳ء کا
خوفناک قحط ہوا۔ غلہ فی روپیہ آٹھ سیر ہو گیا اور سرکار انگریزی نے جمع مالگذاری نصف
فرمادی۔ سنہ ۱۸۴۹ء کے بعد سات برس کے اندر دو کام قابل یادگار ہوئے۔ ایک شہر گنگ
کا اجرا۔ دوسرا تعلیم عامہ کیلئے مدارس حلقہ بندی کا انتظام۔ ملک کا امن و آسودگی
اوج پر پہنچ چکی تھی کہ ناگاہ سنہ ۱۸۵۷ء میں فوج کا بلوہ بشکل قہر الہی نازل ہوا اور تمام ملک
درہم برہم ہو گیا

سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد تین واقعات عظیم ہوئے۔ اول سنہ ۱۸۶۰ و ۶۱ء کا قحط۔ دوم
سنہ ۱۸۶۸ و ۶۹ء کا قحط۔ سوم بندوبست ضلع

(۱) انگریزی کا سب سے پہلا مدرسہ اس ضلع میں مسٹر جارج ڈنڈاس ٹرنبل صاحب
مجسٹریٹ و کلکٹر ضلع نے سنہ ۱۸۵۵ء میں بمقام بلند شہر جاری کیا تھا۔ اوس مدرسہ کا خرچ
تخمیناً اکیسو روپیہ ماہواری صاحب موصوف ایک برس تک اپنی جیب خاص سے دیتے رہے
اور انگریزی کے علاوہ اس مدرسہ میں اردو۔ فارسی اور ہندی بھی پڑھائی جاتی تھی۔ کل
اکیسو طالب علم جمع ہو گئے تھے منجملہ اونکے چالیس لڑکے انگریزی پڑھتے تھے لیکن جب
مدارس تحصیلی جاری ہوئے تو یہ مدرسہ خاص بلند شہر کے تحصیلی مدرسہ میں شامل کر دیا گیا
اور انگریزی تعلیم موقوف ہو گئی۔ اس سے طالب علموں کو بہت رنج ہوا۔ پھر سات برس
تک کوئی انگریزی مدرسہ ضلع میں نہ رہا حالانکہ لوگوں میں انگریزی تعلیم کی خواہش بڑھتی

جاتی تھی۔ القصہ سنہ ۱۸۶۲ و ۱۸۶۳ء مین بڑے بڑے قصبون کے ذی مقدور رئیسون نے آپس مین چندہ کرکے درخواست کی کہ قصبات مذکور مین انگریزی مدارس بموجب قاعدہ امداد سرکاری کے جاری کئے جائین۔ یہ درخواست منظور ہوکر بلندشہر کا انگریزی مدرسہ ماہ فروری سنہ ۱۸۶۳ء مین مقرر ہوا اور خورجہ و سکندرآباد و ڈبائی کے انگریزی مدرسے ماہ نومبر سنہ ۱۸۶۴ء سے اور انوپشہر کا ماہ جنوری سنہ ۱۸۶۵ء سے جاری ہوئے اور اسی قاعدہ پر انگریزی مدرسہ قصبہ جیور مین ماہ دسمبر سنہ ۱۸۶۷ء مین شروع ہوا ہے۔ بلندشہر کا انگریزی مدرسہ جو پیشتر اینگلو ورنیکیولر کہلاتا تھا ماہ اپریل سنہ ۱۸۶۷ء سے ضلع اسکول کہلاتا ہے اور خورجہ کا مدرسہ بہت عرصہ تک ناقص حالت مین رہکر آخرش گورنمنٹ کے حکم سے سنہ ۱۸۶۸ء کے آخر مین برخاست کیا گیا۔

نہر گنگ سنہ ۱۸۵۴ء سے جاری ہے لیکن آبپاشی سنہ ۱۸۵۵ء سے ہوتی ہے۔ اگرچہ نہر گنگ کے پانی کو اہل ہنود خاص گنگا جل کی برابر مقدس نہین سمجھتے ہین تاہم جمنا کے سوائے اور سب ندیون کے پانی سے بہتر جانتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ تیوہارون پر ہزارون مرد و عورت نہر کے گھاٹون پر اشنان کے واسطے جمع ہوتے ہین۔ نہر کے جاری ہونے سے رعایا کی تندرستی مین کچھ بہت فرق نہین آیا البتہ سابق کی نسبت آب و ہوا مین کسی قدر رطوبت زیادہ آگئی ہے۔

ضلع بلندشہر قایم ہونے کی تاریخ سے سنہ ۱۹۲۴ء تک صاحبان کلکٹر ومجسٹریٹ کے اسماے گرامی معہ تاریخ وسنہ

(۱) مسٹر رابرٹ لوتھر صاحب - ۲۶ فروری سنہ ۱۸۲۴ء سے ۱۵ مارچ سنہ ۱۸۳۲ء تک قصبہ بلندشہر وسکندرآباد کی آبادی بڑھانے مین بہت کوشش کی - دونون قصبون مین ایک ایک سراے بنوائی - سکندرآباد مین ایک گنج آباد کیا - ان کے وقت مین ضلع قایم ہوا -

(۲) مسٹر جے ایم ٹرنی صاحب - ۱۶ مارچ سنہ ۱۸۳۳ء لغایت سنہ ۱۸۳۷ء ضلع مین رہے - ان کے وقت مین مجسٹریٹی کا کام صاحبان کلکٹر کے تعلق ہوا - سنہ ۱۸۳۵ء کے قریب جیلخانہ تعمیر ہوا -

(۳) مسٹر این برولٹ صاحب - مارچ سنہ ۱۸۳۸ء لغایت آخر سنہ ۱۸۴۲ء اس ضلع مین رہے - ان کے وقت مین معافیون کی تحقیقات بموجب قانون دوم سنہ ۱۸۱۹ء عمل مین آئی - خورجہ سے گلاوٹھی تک سڑک اعظم اور بلندشہر سے سکندرآباد تک سڑک پختہ تیار ہوئی اور بندوبست آئین نہم سنہ ۱۸۳۳ء اختتام کو پہونچا -

(۴) مسٹر جے - الیف کلارک صاحب - شروع سنہ ۱۸۴۳ء سے ۴ مارچ سنہ ۱۸۴۵ء تک ضلع مین رہے - ان کے عہد مین ضلع کی پرگنہ بندی کا نیا انتظام ہوا اور عملون کی تنخواہ بڑھائی گئی -

(۵) مسٹر آگسٹس اڈنی جیلی بلوڈن صاحب - ۵ مارچ سنہ ۱۸۴۵ء سے ۳ اپریل سنہ ۱۸۵۲ء تک اس ضلع مین رہے اور اسی جگہ فوت ہوئے - انتظام پولیس انکے وقت مین نہایت عمدہ رہا

(۶) جارج ڈنڈاس ٹرنبل صاحب ۔ ۱۸۵۴ء سے ۲۱ اپریل ۱۸۵۷ء تک اس ضلع کے کلکٹر و مجسٹریٹ رہے ۔ آپکے عہد میں بلند شہر کے زیر کوٹ کا بازار وسیع اور آراستہ کیا گیا صاحب موصوف کی توجہ تعلیم کی طرف بہت رہی ۔

(۷) مسٹر برنڈ سیپٹ صاحب ۔ ۲۲ اپریل ۱۸۵۷ء سے ۲۴ اپریل ۱۸۵۸ء تک اس ضلع میں رہے ۔ اس عرصہ میں مشہور غدر (بغاوت فوج) ہوا ۔

(۸) مسٹر چارلس کری صاحب ۔ ۲۴ اپریل ۱۸۵۸ء سے ۲۲ نومبر ۱۸۵۹ء تک ضلع میں رہے ۔ اس عرصہ میں صاحب موصوف نے ضلع کا بندوبست شروع کرکے منجملہ ۱۳ پرگنوں کے دو کا بندوبست ختم کردیا اور بلند شہر کے بالائے کوٹ کی سڑک معہ بازار درست کرائی ۔

(۹) مسٹر جارج ہملٹن فرلنگ صاحب ۔ ۳۰ جنوری ۱۸۶۰ء سے ۶ جون ۱۸۶۱ء تک اس ضلع میں کلکٹر و مجسٹریٹ رہے ۔ اس عرصہ میں پرگنات پہاسو و شکار پور و ڈبائی و انوپشہر کا بندوبست کیا اور بمقام انبالہ وفات پائی ۔

(۱۰) مسٹر ولیم ہنری لو صاحب ۔ ۷ اگست ۱۸۶۱ء سے ۳۰ جولائے ۱۸۶۲ء تک اس ضلع کے کلکٹر و مجسٹریٹ رہے ۔ اس عرصہ میں پرگنات پہاسو ۔ جیور ۔ اہار و سیانہ کا بندوبست کیا اور یہیں فوت ہوئے ۔ انگریزی مدرسہ اور شفاخانہ کی بنیاد ان کے عہد میں ہوئی ۔ ان کی وفات کے بعد ان کے دوستوں نے چندہ کرکے ایک یادگار تعمیر کرایا جو کچہری کے احاطہ میں بلقب لو میموریل مشہور ہے ۔

(۱۱) مسٹر رابرٹ ہمسن صاحب ۔ ۲۷ دسمبر ۱۸۶۲ء سے ۱۹ مارچ ۱۸۶۳ء تک رہے بہت خوش اخلاق مشہور ہیں ۔

(۱۲) مسٹر جارج ریڈ کالج صاحب ۔ ۲۰ مارچ ۱۸۶۳ء سے ۱۶ اکتوبر ۱۸۶۳ء تک رہے ۔

یہین انتقال کیا۔ مکان دھرمشالا واقع بالائے کوٹ انہین صاحب کا تعمیر کرایا ہوا ہے

(۱۳) مسٹر ہنری گاڈفری کیپن صاحب - ۲۲ نومبر ۱۸۶۳ء سے ۱۶ اپریل ۱۸۶۵ء تک اس ضلع مین رہے۔

(۱۴) مسٹر ہنری ڈیوڈ وبسٹر صاحب - ۱۷ اپریل ۱۸۶۵ء سے ۶ اگست ۱۸۶۷ء تک بلندشہر کے مجسٹریٹ وکلکٹر رہے - ان کے عہد مین ضلع مین سرکاری عمارتین اور سڑکین بہت تیار ہوئین ہین - شفاخانہ - مدرسہ - ڈاکخانہ - سیڑھیان بالائے کوٹ جانے کے لئے متصل تحصیلی مدرسہ اور عالیشان عمارت سرائے قریب چولہ ریلوے اسٹیشن اور ضلع کے چارون کلان قصبات مین سرکاری عمارتین تعمیر کرائین - صاحب بہادر بہت مغلوب الغضب مشہور ہین لیکن منصف اور عادل تھے۔

(۱۵) مسٹر کینس انتھنی ڈانیال صاحب - ۷ اکتوبر ۱۸۶۷ء سے ۱۶ جولائے ۱۸۶۹ء تک رہے

(۱۶) مسٹر ہنری ڈیویس رلاک صاحب - ۲۳ اگست ۱۸۶۹ء سے ۴ مئی ۱۸۷۴ء تک اس کلکٹر ومجسٹریٹ رہے - نمائش گاہ بلندشہر انہین صاحب نے شروع کرائی - بہت خوش اخلاق اور نیکدل تھے -

(۱۷) ان کے بعد مسٹر سی - ڈبلیو ٹرنر صاحب مجسٹریٹ وکلکٹر بلندشہر مین رہے - ۱۸۷۴ء سے ۱۸۷۸ء تک -

(۱۸) مسٹر الف - اسی گروس صاحب ۱۸۷۸ء سے ۱۸۸۴ء تک - بلندشہر خورجہ ڈبائی بولندشہر وغیرہ مین انھین کے وقت مین بڑی بڑی عمارات تعمیر ہوئین منجملہ ان کے بلندشہر میں لائل تالاب و ٹاؤن ہال و گروس گنج و بندی کا پل وغیرہ ہین - اسی طرح

خورجہ وغیرہ مین بھی - (چند روز مسٹر بانیہ صاحب رہے) مسٹر لینگ صاحب سنہ ۱۸۸۵ء)

(۱۹) مسٹر ڈی - الیف اڈیس صاحب - سنہ ۱۸۸۵ء سے سنہ ۱۸۹۰ء تک

(۲۰) مسٹر ایچ - ایچ ہینٹ صاحب - سنہ ۱۸۹۱ء بلندشہر مین وفات پائی - اون کی جگہ

مسٹر سوپ صاحب چند روز رہے -

(۲۱) مسٹر ایل - اے - ایس پورٹر صاحب - اکتوبر سنہ ۱۸۹۳ء سے جنوری سنہ ۱۸۹۶ء تک -

(۲۲) مسٹر ڈبلیو - ایچ مولینڈ صاحب - فروری سنہ ۱۸۹۶ء سے اگست سنہ ۱۸۹۶ء تک -

(۲۳) مسٹر جی - ڈبلیو انگرم صاحب - ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء

(۲۳) ایچ - الیف بارٹلیٹ صاحب - اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء سے اپریل سنہ ۱۸۹۷ء تک -

(۲۴) مسٹر آر گریون صاحب - مئی سنہ ۱۸۹۷ء سے نومبر سنہ ۱۸۹۷ء تک

(۲۵) مسٹر ای - ایچ ریڈیچ صاحب - نومبر سنہ ۱۸۹۷ء سے مارچ سنہ ۱۹۰۰ء تک

سر ولیم میرس صاحب ستمبر سنہ ۱۸۹۸ء مین قایمقام مجسٹریٹ وکلکٹر رہے

(۲۶) مسٹر ای - ایچ الیشو رتھ صاحب - مارچ سنہ ۱۹۰۰ء سے دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء تک -

(۲۷) مسٹر الیف - ڈبلیو براون رگ صاحب - دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء سے جولائی سنہ ۱۹۰۱ء تک -

انکی جگہ براے چندے مسٹر ایم کین صاحب قایم مقام رہے -

(۲۸) مسٹر جی باور صاحب - جولائی سنہ ۱۹۰۱ء سے دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک

انکی جگہ براے چندے مسٹر اے - ڈبلیو آر کول صاحب قایم مقام رہے -

(۲۹) مسٹر اے - بی - فورڈ صاحب - جنوری سنہ ۱۹۰۳ء سے دسمبر سنہ ۱۹۰۷ء تک

(۳۰) مسٹر ٹی - ڈبلیو مارس صاحب - دسمبر سنہ ۱۹۰۷ء سے مارچ سنہ ۱۹۱۱ء تک

(۳۱) مسٹر ای - ڈی - ایم ہمفریز صاحب - مارچ سنہ ۱۹۱۱ء سے دسمبر سنہ ۱۹۱۲ء تک -

(۳۱) مسٹر سی۔ اے ممفورڈ صاحب۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء سے اپریل سنہ ۱۹۱۹ء تک

(۳۲) مسٹر سی۔ ایم کالٹ صاحب۔ اپریل سنہ ۱۹۱۹ء سے جون سنہ ۱۹۲۰ء تک

برائے چندے سیٹھ لچھمن سروپ صاحب قایم مقام رہے

(۳۳) مسٹر کے۔ جی ہارپر صاحب۔ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء سے جنوری سنہ ۱۹۲۱ء تک

(۳۴) مسٹر ڈبلیو۔ ای۔ جے ڈالس صاحب جنوری سنہ ۱۹۲۱ء سے تاحال موجود ہین

برائے چندے خان بہادر سید زین الدین صاحب اور خان صاحب سید ابو محمد صاحب قایم مقام رہے۔

سید عبدالعزیز رئیس چھپراوت مقام بلندشہر
مورخہ ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء

نام اون صاحبان کے جو بلندشہر مین کلکٹری یا جنٹی پر رہے اور بعد کو اس صوبے کے لفٹنٹ گورنر ہوے

(۱) مسٹر الگزنڈر ڈائیل صاحب سنہ ۱۸۵۷ء مین بلندشہر مین جائنٹ مجسٹریٹ رہے۔

(۲) مسٹر جیمس جے۔ ڈی لاٹوش صاحب سنہ ۱۸۶۷ء مین بلندشہر مین اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے۔

(۳) مسٹر ایل۔ اے۔ ایس پورٹر صاحب سنہ ۱۸۹۳ء مین بلندشہر مین کلکٹر تھے۔

(۴) مسٹر ولیم میرس صاحب۔ ۱۳ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء سے ۲۱ ستمبر سنہ ۱۸۹۸ء تک ضلع ہذا مین کلکٹر مجسٹریٹ رہے۔ اب یہ گورنر ہین۔

انتخاب رپورٹ مسٹر برنڈ سپٹ صاحب سی۔ ایس مجسٹریٹ و کلکٹر ضلع بلندشہر بابتہ سال ۱۸۵۷ء و ۱۸۵۸ء

ایام غدر

مسٹر سپٹ صاحب بہادر تحریر فرماتے ہین کہ میرٹھ کی فوج کے باغی ہونے کا حال سنتے ہی مین نے ضلع بلندشہر کے سب تعلقہ دارون کو لکھا کہ ہماری مدد کے لئے گھوڑے اور آدمی بھیجکر اور اپنے اپنے علاقہ کے دیہاتون کو بلوہ سے باز رکھکر سرکار مین اپنی خیرخواہی ثابت کرین۔ بجواب اسکے راؤ گلاب سنگہ رئیس کوچیسر نے فوراً کچھ سوار اور سپاہی مسلح میرے پاس بھیجدئے اور محمود علی خان رئیس چھتاری اور مراد علی خان رئیس پہاسو اور عبداللطیف خان رئیس خانپور اور لچھمن سنگہ رئیس شکارپور نے بھی اپنی اپنی وسعت کے موافق آدمی بھیجے۔ اس امداد کی وجہ سے مین نے پولیس کے تھانون مین جہانتک ممکن تھا سپاہی زیادہ کردئے۔ عنایت اللہ خان اور عبدالرحمن خان ساکنان جہانگیرآباد اور رتن سنگہ و شادی رام و نوبت سنگہ جاٹان سہرہ و سعیدپور سے مین نے وعدہ کیا کہ اگر عرصہ معین مین ایک ایک ترپ سوار مہیا کروگے تو سرکار مین مستقل نوکری پاؤگے۔ تاریخ ۲۰ مئی ۱۸۵۷ء تک میرے پاس قریب دوسو جوان کے ہوگئے اور اُن مین سے مین نے اکثر کو ضلع کے اون مقامات پر تعینات کردیا جہان رعیت کی طرف سے احتمال بلوہ کا زیادہ تھا۔

غدر شروع ہونے سے تین ہفتہ پیشتر مسٹر ٹرنل صاحب مجھکو کلکٹری کا

مجسٹریٹی ضلع کا کام سپرد کر چکے تھے لیکن ابھی ضلع سے روانہ ہونے پائے تھے کہ بلوہ شروع ہوگیا
صاحب موصوف نے اپنی کارگزاری سے مجھے بہت مدد دی چونکہ وہ ضلع کے حالات سے
بخوبی واقف تھے اسلئے یہ مدد نہایت مفید ہوئی - مسٹر سیلول صاحب جائنٹ مجسٹریٹ
اور مسٹر لائل صاحب اسسٹنٹ مجسٹریٹ کو اپنے ہمراہ لیکر مسٹر ٹرنبل صاحب چند مرتبہ پرگنات
سکندرآباد و دادری دوڑ لیگئے کیونکہ وہ علاقہ بسبب کثرت آبادی گوجرون کے زیادہ
مفسد تھا اور گوجرون نے میرٹھ اور دہلی کے حالات سنتے ہی ہر طرف لوٹ مار کرنا اور
ڈاک بنگلون کو جلانا تار برقی کو توڑنا شروع کر دیا تھا - ایک دوڑ مین صاحب موصوف
بمدد چند سپاہیان رجمنٹ نہم علاقہ مذکور سے چھیالیس گوجرون کو گرفتار کر لائے تھے اور وہ
لوگ جیلخانہ مین قید کئے گئے - مین نے صاحب افسر کمان علی گڈھ سے درخواست کی تھی
کہ ایک انگریزی افسر معہ چند سپاہیون کے میرے پاس بھیجدین تاکہ بلندشہر کے خزانہ کا
گارڈ پوری کمپنی ہو جائے - اس درخواست کو میجر ایلیٹ صاحب نے بہت مہربانی سے منظور
کر کے لفٹننٹ راس صاحب کو بھیجا اور صاحب موصوف نے بہت اچھی کارگذاری اس
ضلع مین کی لیکن ضلع کے صدر مقام سے کچھ بھی فاصلہ پر انتظام رکھنے کے لئے فوج جنگی
کی ایک کمپنی ہرگز کافی نہ تھی - ہماری مدد کے لئے آٹھوین رسالہ کے کچھ سوارون کو بریلی
سے روانہ ہونے کا حکم ہو گیا تھا لیکن اون کے نہ پہونچنے سے مجھکو بہت مایوسی ہوئی لیکن بعدہ
دریافت ہوا کہ کرنل ٹروپ صاحب کمانیر بریلی اس حکم کی تعمیل سے معذور تھے اور یہ بات
ہمارے واسطے اچھی ہوئی کیونکہ بعد کو اون تمام سوارون سے بڑی بدکرداری ظہور مین
آئی - نواب صاحب رامپور نے بھی سوار کچھ مدد نہ بھیجی تھا اگرچہ حضور لفٹننٹ گورنر بہادر نے
اونکو لکھا تھا کہ کچھ سوار بھیجدین - اب صرف سرسو رٹبالین کی دو کمپنیان آنے کی

امید رہ گئی لیکن یہ امید بھی بہت عرصہ تک پوری نہوئی نہ کچھ سبب دریافت ہوا کہ یہ مدد کیون ہمارے پاس تہ پہونچی۔ حالانکہ دونون کمپنیون کے روانہ ہونیکی خبر ہمکو مل چکی تھی۔ مین نے جنرل ہیوٹ صاحب کو بار بار لکھا کہ کچھ انگریزی سپاہی میرے پاس بھیجدین تاکہ مین بلند شہر سے خزانہ میرٹھ کو اونکی حفاظت مین روانہ کردون لیکن صاحب موصوف نے میری درخواست منظور نہ کی میری ابتک یہ رائے ہے کہ سرکاری خزانہ کا دو لاکھ روپیہ نقد اور بہت سا قیمتی مال بچانیکے لئے تھوڑا سا خطرہ اوٹھانا بیجا نہ تھا۔ قریب ۲۶ مئی ۱۸۵۷ء کے ایک آدمی پرچہ کاغذ لیکر ہمارے پاس آیا۔ وہ پرچہ دستخطی مسٹر ڈرامنڈ صاحب مجسٹریٹ آگرہ اور مکلوڈ صاحب میجر بلیٹن انجنیر کا تھا اوسمین لکھا تھا کہ فوج باغی کی خبر آگرہ پر آنیکی ہے اسلئے جملہ افسران سرکاری کو چاہئیے کہ خود آگرہ چلے آدین کیونکہ قلعہ آگرہ کے سوائے اور کوئی جگہ محفوظ نہین ہے مین نے اوس آدمی کو مخبر سمجھکر گرفتار کرایا لیکن جب آگرہ سے دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ بیان اوسکا صحیح تھا۔ جس غرض سے یہ قاصد ہمارے پاس بھیجا گیا تھا وہ صاف ظاہر ہوئی لیکن ہم لوگون نے فوج باغی کی مہمل افواہ پر بلند شہر کو چھوڑنا واہیات سمجھا۔ ہمکو ابتدا سے یقین تھا کہ ہمارے اوپر دہلی سے حملہ ہوگا لیکن خدا کے فضل سے ہم اوس حملہ سے محفوظ رہے حالانکہ دہلی سے بہت قریب تھے اور ہماری طرف فوج باغی کے آنیکا سبب بھی اچھا حاصل تھا غرضکہ ۲۰ تاریخ تک روز بروز حالت ابتر ہوتی گئی۔ تاریخ مذکور کی رات مین مجھکو خبر ملی کہ کل صبح ہمارے اوپر حملہ ہوگا لیکن نوین رجمنٹ کے سپاہیون سے ابھی تک کوئی آثار بغاوت ظاہر نہین نہ آئے تھے بلکہ چال چلن اون کا اچھا رہا تھا اسواسطے گوجرون کے حملے سے ہم بےخوف تھے بشرطیکہ اونکے ساتھ دہلی کی مدد نہو۔ ابھی تک ضلع کے نامی

آدمیون سے کوئی شریک باغیون کا نہوا تھا بلکہ سب بتعلق دلی باسرکار گورنمنٹ کی خیرخواہی کا دم بھرتے تھے - ناگاہ ۱۲ مئی ۱۸۵۷ع کو صبح کو مسٹر واٹسن صاحب مجسٹریٹ وکلکٹر علیگڈھ نے یہ ضروری خوفناک خبر مجھکو بھیجی کہ نمبر نوین رجمنٹ کے سپاہیون نے علیگڈھ مین بلوہ کردیا اور انگریزی افسر سب آگرہ کو چلے گئے - چونکہ کچھ شک نتھا کہ پلٹن مذکور کے سپاہی جو بلندشہر مین موجود تھے اس خبر کے سنتے ہی فوراً باغی ہونگے اسلئے مین نے اوسی وقت اپنے دل مین تجویز کیا کہ صاحب لوگون کی بیبیون اور لڑکے بالون کو فوراً میرٹھ بھیجدینا چاہئے - اس تجویز کے مطابق اون کو ہمراہی چند افسرون کے جو میرٹھ کی طرف جانے کے لئے بلندشہر مین ٹھیرے ہوئے تھے روانہ کیا اور اونکی حفاظت کو کچھ سوار رسالون کے اور کچھ جوان جدید بھرتی کے بھیجدئے - اب بلندشہر مین ہم صرف سات انگریز باقی رہ گئے یعنی لفٹنٹ راس صاحب متعلقہ رجمنٹ نہم ہندوستانی اور مسٹر ٹرنبل صاحب و مسٹر میلول صاحب و مسٹر لائل صاحب اور مین مسٹر سپٹ صاحب اور رسیڈ کلرک مسٹر ٹینٹ صاحب اور اوسکا بیٹا - دوپہر کو دو بجے اوسی روز دادری سے ایک آدمی نے آکر خبر دی کہ آج شام کو پانچ بجے تک گوجرون کی جماعت کا حملہ تمھارے اوپر ہوگا پھر ساڑھے چار بجے خبر ملی کہ نوین رجمنٹ ہندوستانی کا ہیڈکوارٹر علیگڈھ سے خورجہ پہنچ گیا اب مجھکو سخت فکر ہوئی کہ خزانہ سرکاری کو میرٹھ روانہ کرنیکی کچھ تدبیر کرنی چاہئے - مین اوسی وقت خزانہ مین لفٹنٹ راس صاحب کے پاس گیا اور اون سے کہا کہ گاڑیان تیار ہین خزانہ لدوادو - خزانے کی تالیان اوسوقت موجود نتھین اسواسطے مین نے صندوقون کو توڑا اور تھیلیون کو سپاہیون سے گاڑیون مین لدوانا شروع کیا - مین اپنی کوٹھی پر مسٹر ٹرنبل صاحب اور میلول صاحب اور لائل صاحب کو لانیکے واسطے

گیا اور سواران رسالہ اور سواران کلکٹری کو مین نے حکم دیا کہ ہمارے ساتھ میرٹھ چلنے کو
تیار ہون - اس حکم کی تعمیل پر صرف ۲۵ سوار مستعد ہوئے اون کو ہمراہ لیکر ہم پھر خزانہ کو
گئے - میری کوٹھی کے احاطہ مین نو بے گھوڑے عربی نہایت پلے ہوئے تھے جو چند روز پیشتر
میرٹھ کو جاتے ہوئے بلند شہر مین ٹھیر گئے تھے - انکی حفاظت کیلئے چھوٹا سا گارڈ نوین پلٹن
کے سپاہیون کا اور چوالیسوین ہندوستانی پلٹن کا ساتھ تھا - مجھکو اپنے دل مین یقین
تھا کہ یہ بیش قیمت گھوڑے اگر ابھی روانہ کیئے جاوینگے تو گارڈ اون کو بخیر و عافیت میرٹھ
پہونچا دیگا لیکن جنرل ہیوٹ صاحب نے میری چٹھی کے جواب مین صاف لکھ بھیجا کہ
ان گھوڑون کو بلند شہر سے آگے ہرگز روانہ مت کرو - نتیجہ یہ ہوا کہ سب گھوڑے ضایع
ہوگئے حالانکہ اسوقت گھوڑون کی بہت ضرورت تھی - القصہ جب مین دوبارہ خزانہ
پر پہونچا تو لفٹننٹ راس صاحب نے مجھسے کہا کہ سپاہی تھیلیون کو اپنے اپنے لئے اٹھانے
لگے ہین اور یہ بھی دریافت ہوا کہ اپنے ہیڈ کوارٹر کے باغی ہو جانیکی خبران سپاہیون کو
ملگئی ہے - لیکن صاحب موصوف نے قابو لیکر انکو حکم دیا کہ میرٹھ کو کوچ کرو - یہ
حکم دیا ہی گیا تھا اور ہنوز سپاہیون کو اوسکی تعمیل یا عدم تعمیل کا جواب دینے کی فرصت
نہ ملی تھی کہ گوجرون کے گروہ کے گروہ سڑکون پر شہر کی طرف آتے ہوئے نظر پڑے خزانہ
سپاہیون کے ہاتھ مین چھوڑکر ہم نے گوجرون کی طرف گھوڑے دوڑائے اور اون کے
عظیم گروہ کو منتشر کردیا - ٹرنبل صاحب اور راس صاحب اور لائل صاحب نے شہر
کا راستہ لیا اور رسالہ کے چند سوارون کی مدد سے بہت گوجرون کو جو شہر مین واسطے
لوٹ مار کے داخل ہوچکے تھے قتل اور زخمی کیا - جیل گارڈ کے سپاہیون نے اوس گروہ
کے پہونچتے ہی جیلخانہ کا پھاٹک کھولدیا اور قیدیون کو نکل جانے دیا اگرچہ اونھون نے

بھاگ گئے ہوئے قیدیون پر بندوقین چھوڑین لیکن اس طرح پر کہ نقصان نہو۔ مین مسٹر
سپیٹ صاحب اور مسٹر میلویل صاحب دوسری طرف کمپنیون مین ہو گئے اور سات
سوار کلکٹری اور ایک رسالدار اور ایک سوار چوتھے رسالہ کا اور ایک میرے بچ کا نوکر
ہمارے ساتھ ہوئے۔ میرے نوکر کا گھوڑا تلوار سے سخت زخمی ہوا لیکن ہم نے انبوہ کو
منتشر کر دیا اور چند آدمیون کو مقتول و مجروح کیا باقی ادھر ادھر بھاگ گئے اور گردو
نواح کے دیہات مین چھپ گئے۔ اب مین نے پھر خزانہ کو چلنے کا ارادہ کیا لیکن معلوم
نہ تھا کہ اور سب لوگ کہان ہین۔ جب ہم خزانہ کی طرف بڑھے تو گارڈ والون مین سے
ایک نمک حرام سپاہی نے ہماری طرف بندوق کا فیر کیا تا کہ ہم خزانہ کو نہ جائین۔ ناچار ہم واپس
آئے اور قریب ساڑھے چھ بجے شام کے میرٹھ کو روانہ ہوئے۔ رات کے دس بجے
ہاپوڑ پہونچے۔ راستہ مین ایک جگہ ہمارے اوپر کسی نے بندوق کا فیر کیا لیکن
خدا کے فضل سے کسی کو کچھ نقصان نہوا۔ ۲۲ مئی ۱۸۵۷ء کو نو بجے دن کے
مین نے میرٹھ مین داخل ہو کر اپنے پہونچنے کی اطلاع جنرل صاحب حاکم کمان
افسر کو دی۔ اوسی روز بارہ بجے دن کے مین نے مسٹر سپیٹ صاحب مسٹر
ٹرنبل صاحب اور مسٹر لایل صاحب کو دیکھ کر اپنی طبیعت خوش کی۔
یہ دونون صاحب مع لفٹننٹ راس صاحب میرٹھ مین گیارہ بجے دن کے
پہونچے تھے۔ مین نے اون سے حال مسٹر لسینٹ صاحب اپنے ہیڈ کلارک
اور اون کے بیٹے کا دریافت کیا لیکن اونھون نے لاعلمی کے سوا اور
کچھ نہ کہا۔ مین نے اون کو خدا کے سپرد کیا۔

ٹرنل صاحب نے بیان کیا کہ ہم اور راس صاحب اور لائل صاحب شہر کے اندر چلے گئے تھے اور پھر جب لوٹے تو راستہ مین قدم بقدم لڑتے ہوئے بخیر و عافیت خزانہ پر پہونچے۔ اس اثنا مین کئی باغیون کو تلوارون اور بندوقون سے قتل کیا اور لفٹنٹ راس صاحب کے ہاتھ مین بھی زخم آیا جس سے وہ ہاتھ اوسوقت تلوار چلانے کے قابل نرہا۔ صاحب موصوف نے یہ بھی بیان کیا کہ مین نے گارڈ کے سپاہیون کو حکم دیا تھا کہ خزانہ لیکر میرٹھ کو چلو اور وہ لوگ چل بھی دیے تھے لیکن جب سڑک اعظم کے چوراہے پر پہونچے تو اونھون نے یہ ترش زبانی سے کہا کہ اب تم اپنے بھائی بندون کے پاس جاؤ اور ہم اپنے بھائی بندون کے پاس جاتے ہین۔ پھر ہم تینون صاحب مایوس ہوکر میرٹھ کی طرف روانہ ہوگئے اور بمشکل تمام میرٹھ پہونچے کیونکہ راستہ مین دیہات کے لوگ ہر طرف ہماری تلاش مین تھے اون سے بچ بچکر ہمکو چلنا پڑا۔

گوجرون نے جس وقت بلندشہر مین قدم رکھا انگریزی بنگلون اور کوٹھیون کو جلانا شروع کیا اور سب سے پہلے ڈاک بنگلہ مین آگ لگائی۔ ہمارے چار روز کی غیر حاضری مین کل چھاونی برباد ہوگئی۔ مال و اسباب سرکاری ہو خواہ جج کا تمام لٹ گیا کچہری کا محافظ خانہ وغیرہ سب جلاکر خاک کردیے۔ اس لوٹ مار مین شہر کے لوگون اور گرد و نواح کے دیہات کے باشندون نے بہت دست درازی کی۔

ادھر بلندشہر سے ہم لوگ چلے گئے ادھر علیگڈھ کے حکام چلے گئے تو آگرہ سے میرٹھ تک راستہ بالکل مفسدون کے اختیار مین رہ گیا۔ صدہا مسافر مارے گئے امن و امان سب جگہ سے رخصت ہوا سواے قاصدون کے اور کچھ وسیلہ رسل و رسایل کا باقی نرہا لہذا بلندشہر اور علیگڈھ کا پھر سرکاری ملازمون کے دخل مین آنا بہت ضروری

کام سمجھا گیا۔ سر موریٹالین کی جماعت جو چند روز پیشتر سر راہ میجر ریڈ صاحب مقام دہرہ سے نہر کی راہ بلند شہر کو روانہ ہوئی تھی ڈاسنہ سے آگے چلنے سے معذور رہی کیونکہ آگے نہر کے کواڑوں کو بدمعاشوں نے توڑ ڈالا تھا۔ اس جماعت کے افسروں نے باربرداری کے واسطے میرٹھ کو لکھا لیکن جنرل صاحب اور بریگیڈیر صاحب نے باربرداری کی حفاظت کو گارڈ دینے سے انکار کیا۔ اس وجہ سے اوس فوج کے آنے میں زیادہ توقف ہوا لیکن جس طرح ہوا محنت و مشقت گوارا کرتے ہوئے ۲۴ مئی سنہ ۱۸۵۷ء کو بلند شہر پہنچے یہ خبر ہم کو ایک روز بعد جبکہ ہم میرٹھ سے بلند شہر جاتے تھے راستہ میں ملی۔ ۲۵ مئی سنہ ۱۸۵۷ء کی صبح کو میں (مسٹر سپیٹ صاحب) اور مسٹر لائیل صاحب اور لفٹنٹ راس صاحب میرٹھ سے بلند شہر کی طرف روانہ ہوئے اور ہمارے ساتھ چودھوین رسالہ کے کپتان ٹربوٹ صاحب بطور کمانیر کے بھیجے گئے۔

ہماری مدد کے لئے جو جماعت جنرل صاحب نے دی تھی وہ کپتان کریگی صاحب کی جدید بھرتی کے چند ناتجربہ کار سوار تھے۔ یہ ناآزمودہ جوان نہ گھوڑے پر اچھا چڑھنا جانتے تھے نہ اونکے پاس اچھے ہتھیار تھے اور بدقسمتی سے اسلحہ کے استعمال سے بھی پوری طور سے واقف نہ تھے۔

غرضکہ جب آئندہ کام پڑا تو معلوم ہو گیا کہ یہ سوار کس قابل تھے۔ علاوہ ان کے ہمارے ساتھ تھوڑے سے وہ سوار بھی تھے جو بلند شہر سے ہماری رفاقت میں گئے تھے۔ ہاپوڑ پہنچ کر ہم نے سنا کہ سر موریٹالین بلند شہر میں داخل ہو گئی اور ۲۶ مئی سنہ ۱۸۵۷ء کو ہم بھی علی الصباح بلند شہر پہنچ گئے۔ راستہ میں ہاپوڑ سے بلند شہر تک ۲۰ میل کے اندر تار برقی کے تار اور کھمبے بالکل ٹوٹے ہوئے ملے۔

جس روز گورکھے پہونچے تھے اوسی روز قریب دسو سوار کے نواب صاحب رامپور کے بھی داخل ہوئے - اب ہمارے پاس فوج کافی ہوگئی لیکن توپون کی ضرورت باقی رہی - ان سوارون مین سے ہر روز جماعتین مقرر کیجاتی تھین تاکہ خورجہ تک سڑک کلان گشت کرین -

۲۷ مئی ۱۸۵۷ء کو ہم نے چھاونی کے قریب موضع چاندپور کی تلاشی لی تو بہت سا سرکاری اور خانگی اسباب مغروقہ دستیاب ہوا - اس جرم کی پاداش مین مین نے گانون مین آگ لگادی اور مقادم کو گرفتار کیا چنانچہ بعد تحقیقات کورٹ مارشل کے مقدم مذکور نے معہ دو آدمی شہر کے جنکے گھرون مین لوٹ کا مال برآمد ہوا تھا پھانسی کی سزا پائی - اوسی تاریخ کی رات کو کپتان ٹرلوپ صاحب اور مسٹر لائیل صاحب روانہ بلاسپور سکن خاندان اسکنر ہوئے کیونکہ سنا گیا تھا کہ وہان بہت سے عیسائی گھر گئے ہین اور اوسی روز مسٹر میلول صاحب جو بیماری کے باعث میرٹھ رہ گئے تھے بلندشہر پہونچے -

دوسرے روز رامپور کے سوارون نے آثار بغاوت ظاہر کیے اور حکم ماننے مین عذر کرنے لگے اون مین سے تیس سوار دہلی کی طرف کوچ کر گئے باقیماندہ کو میجر ریڈ صاحب نے چھاونی سے چلے جانے کا حکم دیا اور وہ لوگ گنگا پار یعنی روہیلکھنڈ کو چلے گئے - ۳۰ مئی ۱۸۵۷ء کو کپتان ٹرلوپ صاحب اور مسٹر لائیل صاحب بلاسپور سے واپس آئے معلوم ہوا کہ جن لوگون کی رہائی کے واسطے گئے تھے اونھون نے وہین رہنا پسند کیا کیونکہ قلعہ مضبوط اور سب سامان موجود تھا - اوسی تاریخ کی شام کو میجر ریڈ صاحب اپنی کل فوج لیکر غازی الدین نگر کو گئے تاکہ جنرل ولسن

صاحب کے لشکر مین جو میرٹھ سے اوس طرف کو روانہ ہوا تھا شریک ہون مین نے
میجر ریڈ صاحب سے کہا کہ مجھکو اندیشہ ہے کہ آپ کے چلے جانے سے بدخواہون کا
حوصلہ بڑھ جائیگا اور پھر نتیجہ بہت خراب ہوگا لیکن صاحب موصوف کی رائے ہوئی
کہ جس قدر سوار ہمارے پاس تھے چھاونی کی حفاظت کیلئے کافی ہونگے مین نے اس
رائے کو تسلیم کیا لیکن مین جانتا تھا کہ اگر دیہات مین بلوہ ہوا تو ان سوارون سے
نہ رکیگا۔ چنانچہ یہ بات مین نے میجر ریڈ صاحب سے کہدی اور کہنا میرا صحیح نکلا کیونکہ
دوسرے روز سکندرآباد کا آسودہ اور آباد قصبہ جو بلندشہر سے بفاصلہ دس میل
دہلی کی طرف سڑک اعظم پر واقع ہے لٹ گیا اور بہت سے باشندے مرد وعورت وبچے
لٹیرون کے ہاتھ سے بہت بیرحمی کے ساتھ قتل اور بیعزت ہوئے۔ اس واردات
مین پرگنات دادری اور سکندرآباد کے اکثر دیہات کے لوگ شریک تھے۔ لوٹ مین
بہت سا مال واسباب ہاتھ لگنے کی امید پر سب نے جمع ہوکر ایک ساتھ حملہ کیا اور
کل قصبہ پر دخیل ہوگئے اور قتل وغارت شروع کیا۔ اہلکاران پولیس نے بہت
جانفشانی اور کوشش کی لیکن اوس انبوہ کثیر کے مقابلہ مین کیا کرسکتے تھے۔ آخر
اپنی جان بچاکر چلے گئے۔ ادھر ہم سخت مجبور تھے ایک آدمی بھی اوس قصبہ کے آفت زدون
کی مدد کیلئے نہ بھیج سکے۔ وہان کے باشندے ہزارون اپنا گھر چھوڑکر بلندشہر کے
گرد ونواح کے دیہات مین پناہ گیر ہوئے۔ اگرچہ ہم کو سخت رنج تھا کہ رعایا مدد
کے لئے ہم سے بار بار التجا کرے اور ہم مدد نہ دے سکین لیکن ہم بوجہ نواب ولیداد
احسان فراموش کے جسکا قلعہ مالاگڈھ بلندشہر سے صرف چار میل کے فاصلہ پر تھا
مجبور تھے۔ یہ شخص بادشاہ دہلی کے قریب رشتہ دارون مین تھا اور آغاز غدر

کسی وقت دہلی میں موجود تھا۔ لیکن بادشاہ کی جانب سے بلندشہر اور علیگڈھ کا
صوبہ مقرر ہو کر قریب ۲۶ مئی سنہ ۱۸۵۷ء کے مالاگڈھ چلا آیا صوبہ مقرر ہو کر یہاں آنیکا اوس نے میرے اور مسٹر
سیٹ صاحب کے سامنے اقرار کیا لیکن یہ وجہ بیان کی کہ اگر اس حیلہ سے نہ آتا تو دہلی سے نکلنا دشوار تھا
حالانکہ بظاہر نواب ولیداد خان گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی کا دم بھرتا تھا لیکن مجھکو اوس
پر ابتدا ہی سے شبہ تھا اور وجہ شبہ کی یہ تھی کہ وہ اپنے ساتھ دہلی سے بہت سے
باغی سپاہی اور نجیب لے آیا تھا اور مجھکو یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ اوسکے پاس توپیں بھی
ہیں اور ہر طرف سے میں سنتا تھا کہ اوسکا ارادہ دغا کرنیکا ہے غرضکہ مالاگڈھ میں
ولیداد خان کی موجودگی ہمارے لئے بہت خطرناک تھی ہم کو یقین تھا کہ جس وقت
ہم بلندشہر سے کسی طرف کو جائینگے ولیداد خان فوراً یہاں آکر اپنی توپوں کے زور
سے ہماری واپسی باسانی روک دیگا اور پھر جس مطلب سے میں نے بلندشہر میں قیام
کیا ہے وہ فوت ہو جائیگا یعنی آگرہ و علیگڈھ سے میرٹھ کی آمد و رفت مسدود ہو جائیگی
ہم نے کوشش کر کے اپنے پاس مختلف رسالوں کے پچہتر سوار جمع کر لئے تھے لیکن
ایسے وقت میں جبکہ ہر روز نئی نئی رجمنٹوں کے بگڑ جانیکی خبر آتی تھی ان سواروں کو قابو
میں رکھنا بہت حکمت کا کام تھا کیونکہ ان میں سے بعض بعض اونھیں بگڑی ہوئی
رجمنٹوں کے سوار تھے۔ بہرکیف غنیمت ہے کہ اوسوقت ہمارا کمان افسر کپتان ٹریوٹ
صاحب تھا جس نے اپنی دانشمندی اور مستقل مزاجی سے اون کو ایسا متفق رکھا کہ
موجب تحسین ہوا ہم صرف سات انگریز تھے ہم نے آپس میں چوکی پہرے کی گرداوری
تقسیم کر لی اور جب تک بلندشہر میں ٹھہرے اُسی مطابق کاربند رہے۔ رات میں ہر
ایک سنتری کے پاس ہم میں سے ایک صاحب گھنٹہ گھنٹہ بعد جاتا تھا۔ اس انتظام

کا فایدہ یہ تھا کہ اگر سپاہی بلوہ کا مشورہ بھی کرین تو یکایک بلوہ نہ ہو سکے۔ ہم کو خبر ملی کہ روہیلکھنڈ کی باغی فوج دہلی کو براہ انوپ شہر آتی ہے۔ یہ سنتے ہی مین نے (سمیٹ صاحب) انوپ شہر کا گنگا کا پل توڑوا کر کشتیون کو گنگا کی داہنی طرف کنارے پر لگوا دیا۔ یکم جون ۱۸۵۷ء کو محکمہ سروے کے مسٹر کلفرڈ صاحب معہ مسٹر ینگ صاحب ہمارے پاس پہونچے۔ یہ دونون صاحب پیشتر ہمراہی مسٹر ہارڈی صاحب اور مسٹر ٹلی صاحب حکام متعہد کے تھے اور بھرت پور کی فوج کے ساتھ جمنا کے داہنے کنارے دہلی کو جاتے تھے۔ راستہ مین فوج مذکور کے باغی ہو جانے سے اونکو اون سے علیحدہ ہونا پڑا۔ بلوے کے وقت مسٹر کلفرڈ صاحب اور مسٹر ینگ صاحب فوج سے اتفاقاً چند میل آگے بمقام ہوڈل پہونچ گئے تھے وہان ان کو مسٹر فورڈ صاحب مجسٹریٹ گوڑگانون نے فوج کے باغی ہونے کی خبر دیکر صلاح دی کہ جس طرح ہو سکے آپ بلند شہر چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ دونون صاحب فوراً جمنا عبور کرکے شام تک بلند شہر مین داخل ہوئے۔ اب چارون طرف سے نہایت خوفناک خبرین آنے لگین جنسے واضح ہو گیا کہ دیہات سے بھی انتظام اوٹھ گیا۔ قدیم زمیندارون نے موقع پا کر اپنے دیہات سے جدید قابضون کو جبراً خارج کرنا شروع کیا اور یہ امر بعض بعض جگہ مسلح جماعتون کے زور سے وقوع مین آیا لیکن بڑے بڑے زمیندار ابھی مصلحتاً خاموش تھے سوائے رئیس مالاگڑہ کے ہم کو اور کسی تعلقہ دار کی طرف سے خدشہ نتھا لیکن ان مین سے ہر ایک غایت درجہ کی خیر خواہی کا منتظر تھا۔ باغی فوجون کا متواتر سڑک اعظم پر پورب سے پچھم کو جانا سب کے دل مین زبون نتیجہ پیدا کرتا تھا۔ اس سے سرکاری خیر خواہون کی نا امیدی بڑھتی جاتی تھی اور بدخواہون کے حوصلہ کو ترقی ہوتی تھی۔ علاوہ برین سکندر آباد کی لوٹ مار ابتک جاری تھی اور مجرمون کا کچھ تدارک نہو سکا تھا اس سے

رعایا کو یقین ہوگیا کہ اب انگریزی عملداری حقیقت مین جاتی رہی لیکن معلوم نتھا کہ خدا کو کیا منظور ہے۔ علیگڈھ کی عجیب نازک حالت تھی۔ ایک روز انگریزون کے ہاتھ مین آتا تھا اور دوسرے روز مفسدون کے قبضہ مین جاتا تھا عجب ہنگامہ قیامت برپا تھا۔ انگریزی جوانون کی جماعت اس قدر کم تھی کہ مفسدون کی بیشمار بھیڑ آنے پر اون کو علیگڈھ سے علیحدہ ہوجانا پڑتا تھا لیکن خدا کے فضل سے ہمارا دخل اس حالت مین بھی خورجہ تک قایم رہا۔ خورجہ کی تحصیل مین پندرہ ہزار روپیہ رکھا تھا۔ ایک روز مسٹر میلول صاحب میل کارٹ پر سوار ہوکر چلے گئے اور تھوڑی دیر مین اوس روپیہ کو لیکر بخیر و عافیت بلندشہر واپس آگئے۔ اگرچہ صاحب موصوف کے جانے کا مقصد پوشیدہ رکھا گیا تھا تاہم حسن دلیری اور مستقل مزاجی سے بخوش اسلوبی اونھون نے اس پرخطر کام کو انجام دیا نہایت قابل تحسین ہے۔ چند روز کے بعد ہمارے ساتھ والون مین سے کچھ تلنگے اور سوار باغی ہوکر فرار ہوگئے اور وہ اس روپیہ مین سے بہت سا روپیہ لیگئے ۹ جون ۱۸۵۷ء کی شام کو میرے پاس معتبر خبر آئی کہ بلندشہر پر دہقانون کا حملہ ہوگا اور ولیداد خان کے آدمی بھی اس حملہ مین شریک ہونگے۔ اوسی شام کو کپتان ٹریوٹ صاحب کو اپنے ہمراہ لیکر مین مالاگڈھ کی طرف گیا اور کئی گھنٹہ تک ہم اوس قصبہ کے قرب و جوار مین گشت کرتے رہے۔ اگر واقع مین مفسدون نے اوس روز حملہ کرنیکا مشورہ کیا ہوگا تو شاید ہماری اس تدبیر سے ترک کیا کیونکہ رات امن سے گذری۔ ۱۰ جون کو صبح کے وقت مین نے سنا کہ اودھ کے باغی سوارون کی جماعت کشیر راستہ مین اپنے افسرون کو بیگناہ قتل کرکے خورجہ مین داخل ہوئی ہے۔ اس خبر وحشت اثر نے ہمارے بزدل سوارون کے دل پر یہ اثر کیا کہ بہت سے اوسی وقت چلدیے پھر تو نظر آنے صرف بیس باقی رہگئے۔ اور بیس

مین زیادہ تر رسالون کے غیر کمیشن یافتہ عہدہ دار تھے اور باقی کپتان کریگی صاحب
کی نئی بھرتی کے ناتجربہ کار آدمی تھے جب ہم نے اپنی جماعت کو بہت قلیل دیکھا تو قرین
مصلحت سمجھکر ہم لوگ گلاوٹھی چلے گئے جو بلندشہر سے میرٹھ کی طرف سڑک اعظم پر بفاصلہ
بارہ میل کے واقع ہے۔ رات بھر ہم نے گلاوٹھی مین قیام کیا دوسرے روز علی الصباح
سنا کہ باغی سوارون کا کوچ خورجہ سے دہلی کی طرف ہوگیا یہ سنکر ہم پھر بلندشہر کو لوٹے
آدھی دور نکل جانیکے بعد سنا کہ ولیداد خان نے سرکار انگریزی کیجانب سے بلندشہر
مین دخل کرلیا ہے اور سب طرح امن وامان ہے۔ کپتان ٹریوٹ صاحب کے کہنے سے
مین اور لائیل صاحب اور کلفرڈ صاحب اور رگورون کی تیسری پیدل رجمنٹ کے لفٹنٹ
انڈرسن صاحب اپنے ہمراہیون سے آگے بڑھ گئے تاکہ لوگون کو اطلاع دین کہ ہم پھر آگئے
صدر چھاؤنی مین داخل ہوتے ہی مجکو نواب ولیداد خان کا اعلی کارپرداز اسمعیل خان
ملا اوس نے خود آگے بڑھکر مجھ سے خیر صلاح بولی مین نے کہا کہ مین ابھی شہر کو چلتا ہون کہ
ہمارے واپس آنے کا حال لوگون کو جلد معلوم ہوجائے۔ اسمعیل خان بھی ہمارے ساتھ
ساتھ چلا اور جب ہم شہر کے قریب پہونچے تب اوس نے کہا کہ مین آگے چلتا ہون کیونکہ
شہر مین بدمعاش لوگ بہت ہین شاید مقابلہ پیش آدین۔ مین نے بھی دیکھا کہ بازار کے
دوسرے سرے پر کوتوالی کے پاس بہت سے آدمی جمع ہین۔ جبتک اسمعیل خان اون
کے پاس گیا ہم تھوڑی دور اور آگے بڑھ گئے اور پھر اسمعیل خان کی واپسی کے انتظار مین
کچھ دیر ٹھیرے رہے جب وہ دیر تک نہ آیا تو اس امر کی اطلاع دینے کے لئے اور جہان
تک جلد ممکن ہو صاحب موصوف کے لانیکے لئے مین نے کلفرڈ صاحب کو بھیجا اور مین اور
لائیل صاحب اور لفٹنٹ انڈرسن آہستہ آہستہ پیچھے کو لوٹے۔ پاو گھنٹے کے اندر

کپتان ٹریوٹ صاحب ہمارے پاس آ پہونچے۔ مین نے اون سے شہر کی سب کیفیت بیان کی۔ اُنھون نے فرمایا کہ مفسدون کو شہر سے ضرور نکالنا چاہئے۔ یہ کہکر فوراً حکم چارج کا دیا اور نہایت دلیری سے گھوڑے کو شہر کی طرف خیز کیا۔ جب ہم جیلخانہ کے پاس سڑک کے اخیر موڑ پر پہونچے تو مین نے دیکھا کہ مفسدون کی ہتھیار جماعت شہر کے نکاس پر ہمارے مقابلہ کے لئے کھڑی ہے مجھکو دیکھتے ہی اونھون نے تین ضرب توپ اور بہت سی بندوقون کی باڑھ ہماری طرف چھوڑنی شروع کی۔ کپتان ٹریوٹ صاحب نہایت دلیری کیساتھ ہمکو توپون سے تیس گز کے فاصلہ تک بڑھا لیگئے۔ پہلی ہی باڑھ مین تخمیناً پندرہ سوارون کے جو ہمارے ساتھ تھے تین سوار اور گھوڑے مقتول یا بیکار ہوگئے اور کریگی صاحب کی نئی بھرتی کے بہادر جوان تو پہلے ہی توپ کی آواز سنکر چلتے پھرتے نظر آئے اور ہمارا ساتھ چھوڑ گئے۔ جب کچھ کمک کی امید نہ رہی تو ہم کو میدان کی طرف لوٹنا پڑا تاکہ بہ نسبت تنگ راستہ کے وسیع میدان مین اچھی طرح لڑ سکین لیکن باغی لوگ ہمارے پیچھے نہ آئے اگرچہ ہم نے ایک ضرب توپ خوردہ آگے روانہ کردی تھی مگر بسبب اسکے کہ اوسکو بیل کھینچتے تھے بہت دیر مین پہونچی اور اس لڑائی مین کارآمد نہوئی۔ بہرکیف اس توپ کو ہم لڑائی کے مقام سے اپنے ساتھ لے آئے اور مسٹر ٹینگ صاحب نے جنکے اہتمام مین توپ تھی اوسوقت کمال استقلال سے کام کیا۔ جب ہم نے دیکھا کہ کوئی شخص ہمارا مزاحم نہوگا تو ہم گلاؤٹھی کو پھر واپس ہوئے۔ اثناء راہ مین مالاگڈھ کے سامنے پہونچکر ہم نے دیکھا کہ بلا پلٹن ولیداد خان کی کثیر جماعت سوارون کی ہمارے مقابلہ کے لئے موجود ہے لیکن ہم کو اپنی طرف آتے دیکھکر خدا کی قدرت سے ایسا رعب ہمارا اون کے دلمین بیٹھا کہ وہ سوار بے مقابلہ کیے ہوئے بھاگے اور جب ہم نے اون کا تعاقب کیا تو قلعہ مالاگڈھ کے قریب ایک گانون مین گھس گئے

اور گانون کے اندر سے ہمارے اوپر بندوقین چلانے لگے لیکن ہمارا کچھ نقصان نہین ہوا۔
کیفیت صدر سے واضح ہے کہ ضلع بلندشہر سے ہم قدم بقدم نکالے گئے۔ دن مین گلاوٹھی
ٹھیر کر ہم اوسی روز بہت رات گئے ہاپڑ پہونچے۔ گلاوٹھی مین ہم کو یقین تھا کہ باغی ہمارے
اوپر حملہ کرینگے لیکن کپتان ٹرویٹ صاحب کی تجویز سے ہماری جماعت اس انتظام سے
چلتی تھی کہ بیشک اوسکا زبردست اثر بزدل دشمن پر خاطرخواہ ہوگیا۔ دوسرے روز
ولیداد خان نے گلاوٹھی مین اپنے ملازمون کی مضبوط جماعت بھیجدی اور ہماری پولیس
کو وہان سے بھاگنا پڑا۔ ہم لوگ ہاپڑ سے بابوگڈھ گئے۔ یہ مقام ہاپڑ سے گنگا کی
طرف بفاصلہ چار میل ہے اور سرکاری گھوڑون کا اسٹڈ یعنی بچھیرون کی پرورش کا
کارخانہ) یہان رہتا ہے۔ اس جگہ سے ہم گڈھ مکتیشر گھاٹ کی نگرانی بخوبی کرسکتے تھے
اور ہم کو تحقیق خبر ملی تھی کہ روہلکھنڈ کی باغی فوج گھاٹ مذکور پر آنیوالی ہے۔ ۱۸ جون ۱۸۵۷ء
کو ہمراہی بریگیڈیر ہیوٹ صاحب میرٹھ سے کچھ فوج نکلی اوسکے ساتھ ہم بھی گلاوٹھی کو گئے اور
اوس قصبہ سے مفسدون کا تھانہ اٹھا کر ہم نے ولیداد خان کے ملازمون کو منتشر کردیا
اور جب ہم واپس گئے وہ لوگ پھر اپنی جگہ پر آموجود ہوئے۔ ۲۳ جون ۱۸۵۷ء کو بریلی
بریگیڈ کے پیش گارد نے گنگا کو گڈھ مکتیشر گھاٹ پر عبور کیا اور چونکہ گھاٹ مذکور
بابوگڈھ سے صرف بارہ میل کے فاصلہ پر تھا اسلئے ہم کو میرٹھ چلا جانا پڑا اور بریگیڈ مذکور
بلامزاحمت دریا کو عبور کرگیا۔ ان باغیون کے ساتھ خزانہ اور مال مغروقہ کی بھری ہوئی
گاڑیان بہت تھین اسلئے اونکو پار اترنے مین کئی روز لگ گئے۔ اس فوج پر حملہ کرنا
اور اوسکو غارت کردینا بہت آسان تھا لیکن اون کے روکنے کا قصد مطلق نہ کیا گیا
اور وہ آہستہ آہستہ گھاٹ اتر کر چلے گئے۔

چونکہ علیگڈھ کے حکام بھی مجبور ہوکر اپنے ضلع کو چھوڑ گئے تھے اسلئے اب میرٹھ سے
آگرہ تک رستہ بالکل باغیون کے تحت مین ہوگیا تھا اور مالاگڈھ مامن تمام باغیان
سرکار کا خواہ دور کے ہون خواہ قریب کے بن گیا تھا۔ علیگڈھ اور خورجہ مین قبضہ نواب
باغی کے آدمیون نے کرلیا اور اوسکے جھنڈے کے نیچے جمع ہونیکو بارہ بستی کے بہت سے
مسلمان دوڑے۔ مالاگڈھ کا قلعہ سڑک سے تخمیناً نوسو گز کے فاصلہ پر ہے۔ اس لئے سڑک
تک اوس قلعہ کی توپون کی زد نہین تھی اور آغاز غدر مین ولیداد خان کے پاس چھ ضرب
توپ موجود تھین۔ آگرہ سے قاصدون کی معرفت بھی خط وکتابت ہونا دشوار ہوگیا
کیونکہ تمام سڑک پر اور سڑک کے قرب وجوار مین باغیون نے نگرانی کا انتظام ایسا
خوب کرلیا تھا کہ بغیر تلاشی کے ایک آدمی بھی نہین جانے پاتا تھا۔ اس بدطینت باغی
کی سرزنش کے لئے کئی مرتبہ مہم تجویز ہوئی لیکن کسی نہ کسی سبب سے ملتوی ہوگئی۔
آخرکار اوس بدکردار کے پاس اتنی کمک آگئی اور اسقدر ملازم مفسد و باغی جمع
ہوگئے کہ وہ سرکار انگریزی کا ایک قوی اور خوفناک دشمن بنگیا۔ مین اور میرے اسسٹنٹ
آخر اگست تک میرٹھ مین رہے اور اس عرصہ مین والنٹیر رسالے مین سوارون کا کام
لیتے رہے۔ بعدہٗ ہمکو ہمراہ فوج میجر سایر صاحب کے جو ولیداد خان کی گوشمالی
کے لئے بھیجے گئے تھے جانیکا حکم ملا۔ ولیداد خان کی مدد کو جھانسی کا کل برگیڈ جسمین
بارہوین ہندوستانی پلٹن اور چودھوان رسالہ اور توپخانہ توپون کی باڑھی تھی دہلی سے
بھیجا گیا اور وہ ولیداد خان ہاپوڑ پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھنے لگا۔ اگر ہماری فوج جلد
نہ پہونچ جاتی تو غالباً جنرل سکندرآباد کا سوا ہاپوڑ کا بھی ہوتا۔ ہماری فوج ہاپوڑ
مین ۲۰ ستمبر ۱۸۵۷ء تک مقیم رہی یعنی جب تک دہلی فتح ہوئی۔ اس اثنا مین ایک

روز اپنے لشکر سے تھوڑی دور پر توپون کی آواز سنکر ہم لوگ بہت متعجب ہوئے۔ لیکن کو معلوم ہوا کہ جھانسی برگیڈ نے جاٹون کے موضع بھٹونہ پر حملہ کیا تھا کیونکہ اوس گانون کے باشندون نے چند روز پیشتر ایک لڑائی مین ولیداد خان کے ملازمون سے تین ضرب توپ چھین لی تھین۔ دوسرے روز علی الصباح ہم بھٹونہ کی طرف گئے۔ دریافت ہوا کہ بہادر جاٹون نے اپنے اوپر حملہ کرنیوالون کو شکست دیکر مالاگڑھ کی طرف بھگا دیا۔

ایک دفعہ گلاوٹھی کے مقام پر ہماری فوج کا مقابلہ جھانسی برگیڈ کی توپون سے ہوگیا۔ ہماری فوج نے دشمن کی توپون کا چلنا بند کر دیا لیکن اس عرصہ مین رات ہوگئی اور باغی اپنی توپون کو بچا لیگئے تاہم اون کے آدمی اور گھوڑے بہت مارے گئے۔ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۷ء کو ہم میرٹھ واپس گئے اور ۲۵ کو کرنیل گریتھڈ صاحب کے کمپو مین جو دہلی سے باغیون کے تعاقب مین روانہ کیا گیا تھا بمقام غازی الدین نگر شامل ہوئے۔ ۲۸ ستمبر ۱۸۵۷ء کو علی الصباح ہم داخل بلند شہر ہوئے۔ اوس روز کی لڑائی مین جھانسی برگیڈ نے جو ہمارے مقابلہ کے لئے بہت مضبوط موقعہ پر مقیم تھا شکست کامل پائی لیکن مجھکو اوس لڑائی کی کیفیت تحریر کرنا فضول معلوم ہوتا ہے۔ لڑائی مذکورہ بالا تین گھنٹہ کے قریب ہوتی رہی بعدہٗ ہمارا قبضہ بلند شہر کی چھاونی پر ہوگیا اور باغی دو ضرب توپ اور بہت سا میگزین چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس لڑائی مین مسٹر لائل صاحب نے واٹسن صاحب کے رسالہ مین شریک ہوکر اور باغی سوارون کی کثیر جماعت پر رسالہ مذکور کے ہمراہ حملہ کرکے اپنی شجاعت دکھلائی اور مین بہت خوشی سے لکھتا ہون کہ میجر اودری صاحب کمانیر رسالہ نے صاحب موصوف کا نام اپنی

رپورٹ مین بہت تعظیم اور تعریف کے ساتھ درج کیا ہے - اوسی روز ہم کو دریافت ہوا کہ اس لڑائی کے اثنا مین مالاگڈھ کا نواب اپنے قلعہ سے معہ بہت سے ہمراہیون کے گنگا پار بھاگ گیا اور کئی توپ اور میگزین اور بہت سا لوٹ کا مال قلعہ مین چھوڑ گیا چنانچہ اوس رات قلعہ مذکور مین بسر کر وہی لفٹنٹ بیکر صاحب کی تعیناتی ایک جماعت سوارون کی ہوئی - ہماری فوج کا قیام شہر سے پورب کی طرف تھا اور ۳ر اکتوبر ۱۸۵۸ء تک وہین رہا پھر ہم خورجہ کو کوچ کر گئے - اسی عرصہ مین سفر مینا کے سپاہیون کا ایک گروہ چند روز تک قلعہ مالاگڈھ کو بارود کے ذریعہ سے مسمار کرنے مین مصروف رہا - یکم اکتوبر ۱۸۵۸ء کو مسٹر ہوم صاحب انجنیر خود اپنے ہاتھ سے سرنگ مین آگ لگانے کو گئے اتفاقاً فلیتہ سے پٹنگا گر کے سرنگ مین آگ لگ گئی اور صاحب موصوف سرنگ کے ساتھ اڑ کر جان بحق تسلیم ہوئے -

جس روز فوج کا کوچ خورجہ کو ہوا مین لفٹنٹ واٹسن صاحب کے سوارون مین سے چند سوار ہمراہ لیکر قصبہ جھاجھر کو جو خورجہ سے تخمیناً پندرہ میل ہے گیا کیونکہ سُنا تھا کہ ایک عیسائی لڑکی اوس قصبہ مین پندرہوین رسالہ کے کسی باغی سوار کے گھر مین پوشیدہ ہے - اگرچہ ہم دن نکلنے سے پیشتر جھاجھر مین داخل ہوئے تاہم باغیون کو اپنے مقابلہ کے لئے مستعد پایا - سوارون کی جماعت کثیر جسمین اکثر پوری وردی پہنے ہوئے تھے ہم سے لڑنے کو آئے لیکن بہت سے اون مین سے لڑائی مین مارے گئے اور چند دستِ شمشیر گرفتار ہوئے اور بعدہٗ کورٹ مارشل ہو کر اوسی جگہ گولی سے مار دئے گئے پر بہت تلاش کرنے سے لڑکی مذکورہ یا لاسہ کو ملی معلوم ہوا کہ علاقہ اودھ کے ڈپٹی کمشنر کے دفتر کے عیسائی کرانی کی بیٹی تھی اوس کی

اور اوسکے باپ کی جان مسمی خدابخش سوار نے بچائی تھی - اس احسان کے بدلہ مین اوس نے مسلمان ہوکر خدابخش سے نکاح کرلیا تھا ہمارے ساتھ آنا اوس نے پسند نہین کیا بلکہ اپنے شوہر کے گھر رہنا چاہا اسواسطے جبراً اوسکو لانا مین نے بھی اختیار نکیا صرف اوس سے یہ کہکر مین چلا آیا کہ جس وقت تیرا نمکحرام شوہر پکڑا جائیگا ضرور پھانسی پائیگا - دوسرے روز فوج کا کوچ آگرہ کی طرف ہوا اور مین بلندشہر کو واپس آیا - بلندشہر کی حفاظت کے لئے کچھ فوج بسرکردگی لفٹنٹ کرنیل فایر صاحب تعینات کردی گئی تھی اور اوس فوج مین ایک حصہ بلوچ بٹالین نمبر دول کا اور دو ضرب توپ اسپی توپخانہ کی اور کچھ سوار پٹھانون کے رسالہ کے تھے مین نے تھانجات پولیس پر بلا توقف قایم کئے اور جس جس تھانہ مین ضرورت دیکھی اہالیان پولیس کی تعداد زیادہ کردی - اکثر برقنداز مفرور ہوکر باغیون مین جا ملے تھے اونکی جگہ مین نے جاٹ مقرر کئے - تھانہ دارون مین سے صرف ایک مسمی حمیداد خان تھانہ دار شکارپور مفرور ہوا تھا لیکن مین نے پیر محمد خان تھانہ دار انوپ شہر اور خورشید علی کوتوال بلندشہر کو بھی پھر نوکری پر بحال کرنا خلاف مصلحت سمجھا باقی سب تھانہ دارون کو اونکی جگہ بحال کیا - دادری اور سکندرآباد کے پرگنے باغی تھے - ان مین پولیس کی جماعت کثیر کا مقرر ہونا ضروری سمجھا گیا چنانچہ اوسی مطابق مین نے سال کے اخیر تک پولیس کی جماعت تعینات رکھی - جس روز ہم بلندشہر پہونچے اوسی روز سرکاری مالگذاری داخل خزانہ ہونے لگی - عبداللطیف خان نے کہ ڈیڑھ سو گاؤن کا تعلقہ دار تھا میرے پہونچنے سے دو ہی روز بعد اپنی قسط داخل کردی حالانکہ بیشتر سرکشی جا

سے بار بار تقاضا ہونے پر بھی اوسکو زر مالگذاری داخل کرنے مین انکار تھا یہ شخص بارہ بستیون کا سردار تھا۔ عدالت ملٹری کمیشن سے اوسکے اوپر جرم باغیون کو ہر طرح پر مدد دینے کا ثابت ہوکر سزا دایم الحبس بعبور دریاے شور ہوئی۔ اوسکے چچا اعظم خان نے ولیدار خان کی شراکت مین ہمارے ساتھ بہت عداوت کی تھی جب وہ گنگا پار بھاگ جانیکے ارادہ سے انوپ شہر پہونچا خوشی رام تھانہ دار انوپ شہر کے ہاتھ گرفتار ہوا اور تحقیقات کے بعد اوسکو پھانسی دیگئی۔ اس مقدمہ مین کارروائی تھانہ دار مذکور اور اوسکے ہمراہیون کی ہر طرح پر تعریف کے لایق ہوئی کیونکہ مجھکو خوب معلوم ہے کہ اعظم خان نے اون سے کہا تھا کہ جتنا چاہئے روپیہ لے لو اور مجھکو نکل جانے دو لیکن ہنود کے دیانت دار جاٹ نے اوسکی ایک نہ سنی اور گرفتار کرکے عدالت مین پہونچا دیا۔

شہر اور چھاونی کا قرار واقعی انتظام کرکے ہم ۲۰ اکتوبر ۱۸۵۸ء کو گنگا کی طرف دورہ کو نکلے تاکہ گھاٹون پر کشتیون کی حفاظت کا بندوبست کرین لیکن اہار کے مقام پر جو بلند شہر سے ۲۵ میل ہے پہونچتے ہی ہم کو خبر ملی کہ گوجرون کا ارادہ جیلخانہ پر حملہ کرکے اپنے ہمقوم قیدیون کو چھڑا لیجانیکا ہے۔ ماہ مئی گذشتہ مین جو کچھ افعال ان لوگون سے سرزد ہوے تھے اونکی یاد میرے دل مین ابھی تازہ تھی اسلئے مین نے کرنیل فارکر صاحب سے کہا کہ ایک کوچ مین بلند شہر پہونچنا چاہئے چنانچہ بہت جلد کوچ کرکے ہم دوسرے روز صبح کے وقت داخل بلند شہر ہوئے۔ اگر اوس روز نہ پہونچتے تو کچھ شک نہین ہے کہ جیلخانہ پر گوجرون کا حملہ ہوتا۔

بلند شہر مین ہم ایک مہینہ ٹھیرے۔ اس عرصہ مین توپخانہ کے لفٹنٹ اسمتھ صاحب

نے جیلخانہ کے مکان کا ایسا مضبوط انتظام کر دیا کہ گوجرون کی بڑی سے بڑی جماعت
بھی اگر حملہ کرے تو اوسکو توڑ نہ سکے اور مین نے مکان مذکور مین دس روز کے لئیے سامان
رسد جمع کرادیا اوسکا گارڈ کے جوانون کی تعداد راو گلاب سنگھ کے آدمیون اور کچھ بلوچی
سپاہیون سے بڑھادی - پھر ہم ۲۰ تاریخ کو گنگا کی طرف روانہ ہوئے - اول سیانہ ہوکر
پوٹھ پہونچے وہان سے گنگا کے کنارے کنارے ہر ایک گھاٹ کو دیکھتے ہوئے نیچے کی طرف
چلے - گھاٹون کی تمام کشتیون کو مین نے انوپ شہر کے نیچے جمع کر دیا اور اون کی حفاظت
کے واسطے دو سوجات تعینات کئیے - آگے واضح ہوگا کہ ان جاٹون نے کیسی کارگزاری
دکھلائی ۔ انوپ شہر اور گڈھ مکتیسر کے درمیان پوٹھ ویسی وا پار کے گھاٹ مین نے
راو گلاب سنگھ رئیس کچیسر کے سپرد کئیے پھر ہم انوپ شہر سے دریا کے کنارے کنارے ہوکر رام گھاٹ پہونچے اور اس اثنا مین جس قدر کشتیان ملین سب اپنے قابو مین
کرلین جب گنگا کے اوس پار ہم کو باغیون نے اپنی منحوس شکل نہ دکھلائی تو ہم
ڈبائی کی طرف لوٹے تاکہ بلند شہر پہونچکر گوجرون کے علاقہ کو دیکھین کیونکہ گوجرون
نے ابھی تک زرمالگذاری داخل خزانہ نہین کیا تھا اور نہ پولیس سے دبے تھے شکارپور
کے مقام ہم نے سنا کہ باغیون کی جماعت رام گھاٹ کے سامنے آگئی ہے - یہ سنتے ہی ہم
فوراً رام گھاٹ کی طرف روانہ ہوئے اور اوس قصبہ کے قریب پہونچکر ہم نے توپون کی
آواز سنی - معلوم ہوا کہ موضع گنتور پر باغی حملہ کر رہے ہین - یہ گانون رام گھاٹ سے چند
میل کے فاصلہ پر ضلع بدایون مین ہے اور باشندے اوسکے سرکاری خیرخواہ ہین باغیون
نے گنتور کو خوب لوٹا اور قتل و غارت کیا بعدہٗ ہر طرف دست درازی کی - اہیرون نے
جنکی جماعت کثیر ہے اول کچھ مقابلہ باغیون کا کیا لیکن اپنی مدد پر کسی کو نہ پایا تو اون سے

معاملہ کرلیا اور اون کے شریک ہوگئے ع کند ہمجنس با ہمجنس پرواز

Birds of feather flock together

اوس پار گنگا کنارے کے کل دیہات مین اس جرایم پیشہ قوم کے لوگ آباد ہین ۔ اسواسطے ہم کو گھاٹون اور پایاب مقامون کی نگرانی کرنی پڑی خصوصاً اس لئے کہ دریا کا پانی روز بروز کم ہوتا جاتا تھا جسکے متعلق اون جاہلون کو یقین تھا کہ گنگا جی ہم پر مہربان ہے ۔ بہرکیف باغیون نے کئی مرتبہ پار اُترنیکا قصد کیا بلکہ ایک دفعہ جماعت بھی اونکی کثیر تھی لیکن اُترنے نپائے ۔ رام گھاٹ مین ہم چھ روز مقیم رہ کر انوپ شہر گئے اور وہان ایک ہفتہ ٹھیر کر ۳۰ نومبر ۱۸۵۷ء کو بخیریت بلند شہر آگئے لیکن ۵ دسمبر ۱۸۵۷ء کو پھر کوچ کرنا پڑا ۔ روز بروز یہ افواہ ترقی پر تھی کہ بلند شہر اور گرد و نواح کے جملہ باغیان مفرور کو ہمراہ لیکر ولیداد خان بھگوڑے کا ارادہ مالاگڈھ پر قبضہ کرنیکا ہے حالانکہ اگر وہ آتا بھی تو اپنے قدیم مسکن کو ویران و بے چراغ پاتا نہ سکونت کے قابل پاتا کیونکہ قلعہ مسمار ہوچکا تھا لیکن ان بے سروپا افواہون سے رعایا کے دل کو اضطراب ہوتا تھا اور بدکردار بغاوت شعار لوگ رعایا کو طرح طرح کے اندیشے دکھلانے کا موقع پاتے تھے ۔ جب ہم بلند شہر سے کوچ کرکے ڈبائی پہونچے تو دریافت ہوا کہ باغیون نے بخت خان اور بریلی کے برگڈ سے کمک معہ چند توپون کے حاصل کرکے کاسگنج مین ایک مضبوط جگہ پر قیام کیا ہے اور یہ بھی سنا کہ مسلمان باشندون کی سازش سے اونھون نے اوس قصبہ پر حملہ کرکے اور چوبے گھنشیام داس کو قتل کرکے دخل کرلیا ہے ۔ چوبے مقتول اندھا تھا لیکن سرکار انگریزی کا رفیق اور خیرخواہ تھا اور ضلع علیگڈھ کے حکام نے اوسکو کاسگنج مین تعینات کر رکھا تھا ۔ باغیون نے قبضہ کیا

کہ قصبہ سورون کو جو کاسگنج سے چند میل کے فاصلہ پر ہندؤن کا ایک بڑا قصبہ ہے لوٹینگے لیکن اوس قصبہ کے ہوشیار باشندون نے مبلغ بیس ہزار روپیہ باغیون کو دیکر اس آفت ناگہانی کو اپنے سر سے ٹالا اور اپنے قصبہ کو قتل و غارت سے بچا لیا کرنیل فارکر صاحب سے مشورہ کیا گیا تو صاحب موصوف کی رائے مین ہمارا کاسگنج کی طرف اس غرض سے جانا مناسب ٹھیرا کہ تا آمد کمپو کرنیل سٹین صاحب کے جو فوج کانپور کے پاس میگزین پہونچانے کے لئے دہلی اور میرٹھ مین تیار ہوتا تھا ان باغیون کو ہم روک ٹوک مین رکھین چنانچہ اسی کے مطابق دوسرے روز اترولی کی طرف چلنا قرار پایا لیکن یہ بات سنکر کہ حرمت خان ساکن پنڈراول اپنے قلعہ مین فوج باغی کے واسطے سامان جمع کرتا ہے ہم نے پنڈراول کی طرف کوچ کیا اور مغالطہ کے طور پر خیمہ اترولی کی طرف روانہ کر دیا - ہمارے یکایک پہونچنے سے حرمت خان کچھ بندوبست نکرنے پایا - پنڈراول کے قلعہ مین ہم نے بہت سا سامان رسد کا مہیا پایا اور بیشک یہ سامان فوج باغی کے لئے جمع کیا گیا تھا علاوہ اسکے حرمت خان اپنے قلعہ کی مرمت مین مصروف تھا - واضح ہو کہ قلعہ مذکور کی مالک مسماۃ فہیم النساء رشتہ دار مسمی رحم علیخان باغی پسر مظہر علیخان ساکن کھیلیا کی تھی - اس سے پیشتر ہمین نے حرمت خان سے دو ضرب توپ داخل کرائی تھین - اب ہمین نے فوراً اوسکے ملازمون سے ہتھیار لیئے اور قلعہ کو مسمار کرا دیا - حرمت خان کا مقدمہ بالفعل عدالت اسپیشل کمشنری مین بجرم خط و کتابت رکھنے ساتھ باغی رئیس مالاگڈھ کے زیر تحقیقات ہے - پنڈراول سے ہم نے اترولی کو کوچ کیا اور وہان سے موضع چہرہ کو گئے - اترولی ایک بڑا قصبہ ضلع علیگڈھ کا ہے جسکے باشندے بدخواہ سرکار انگریزی کے تھے

اور چھیڑہ ایک چھوٹا سا گانون متصل مسکن داود خان تعلقہ دار بھیکم پور کے ہے۔

کرنیل ہیٹن صاحب کے احکام کی بجا آوری کرکے اب ہم بلند شہر کی طرف واپس ہوئے اور راستہ مین بنیاڈر اول کو پھر ملاحظہ کیا۔ پندرہ روز ہم ضلع سے باہر رہکر ۲۹ ردسمبر ۱۸۵۷ع کو داخل بلند شہر ہوئے ہماری غیر حاضری مین امن و امان رہا۔ ۲ رجنوری ۱۸۵۸ع کو خوشی رام نے اطلاع دی کہ باغیون کی جماعت کثیر اوس پار بمقام چاولپور انوپ شہر کے سامنے جمع ہوئی ہے اور انوپ شہر پر حملہ کرنیکا ارادہ رکھتی ہے۔ بمطابق اسکے پولیس کے چند سوارون کو ساتھ لیکر مسٹر لائیل صاحب فوراً انوپ شہر کی طرف روانہ ہوئے اور ایسے وقت وہان پہونچے کہ خاتمہ لڑائی کا درمیان باغیون اور جاٹان ماتحت خوشی رام کے دیکھ لیا۔ اس گھاٹ پر ہمنے ۱۷ کشتیان جمع کرا رکھی تھین اور گھاٹ سے تھوڑی دور اوتر کی طرف دریا پایاب تھا۔ باغیون کی جماعت نے دو ضرب توپ سے گھاٹ کے سامنے مورچہ لگایا تھا تاکہ کشتیون کو اور اونکے محافظون کو ضایع کرین۔ جاٹون نے باغیون کا کچھ خوف نکیا بلکہ اونکی توپون کا جواب چھوٹی چھوٹی دو آہنی توپون سے جو ضلع سے برآمد کرکے ہمنے اون کے سپرد کی تھین دیا۔ توپون کی لڑائی کے بعد کچھ باغی سوارون اور پیدلون نے آگے بڑھکر دریا کو پایاب اترنا شروع کیا۔ خوشی رام نے اپنی جماعت سے پے درپے دو باڑھ چلوائین جس سے باغی فوراً پسپا ہوکر بھاگ گئے اور ایک بھی اون مین سے پار نہ اتر سکا لیکن دشمن کے گولون سے ہماری چند کشتیون کو نقصان ہوا لیکن ہمارے کسی آدمی کو صدمہ نہ پہونچا کیونکہ دشمن کا نشانہ اونچا لگتا تھا۔ بہرکیف اس خبر کو سنکر کرنیل فارکر صاحب نے فوراً

انوپ شہر کی طرف رُخ کیا اسوجہ سے کہ ان باغیون کی روک ٹوک رکھنا ضرور تھا۔
۱۷ جنوری ۱۸۵۸ء کو باغی پھیر انوپ شہر کی طرف آئے اور اس مرتبہ اون کا زور شور
بہ نسبت سابق کے بہت زیادہ تھا۔ چھ ضرب توپ اونکے ہمراہ تھیں جنہین سے دو توپ
اونھون نے ہماری فوج کے وسط کے مقابل نصب کین اور دو دو دونون بازون کے
سامنے لگائین۔ لفٹنٹ اسمتھ صاحب نے اونکی توپون کا جواب اپنی چھ پنی دو توپ
سے دیا اور تین گھنٹہ مین دشمن کی توپون کا چلنا بند کردیا۔ معرکہ بالا مین اس دلیر
اور مستعد افسر نے اپنی توپون کی سمت اور مقامون کو وقتاً فوقتاً اس ترکیب سے
بدلا کہ دیکھنے والون کیلئے موجب حیرت کا ہوا۔ علاوہ اس سے صاحب موصوف کا
نشانہ بھی نہایت صحیح لگتا تھا۔ اس لڑائی مین ہماری طرف کے دو آدمی زخمی ہوئے
اور ایک مارا گیا حالانکہ دوسری طرف کے کم سے کم پچاس آدمی ہلاک ہوئے۔ اگر کرنیل
فارکر صاحب کو پار اُترنے کی ممانعت کا سخت حکم نہ آگیا ہوتا تو تھوڑی سی جماعت پار
بھیجکر اون باغیون کو بالکل قتل کرادیتے۔ بعد اس واردات کے باغیون نے پھر
اس طرف اُترنیکا قصد نہین کیا البتہ ایک مرتبہ اون کے چند سوار اس طرف اُتر گئے
اور کنارہ پر چرتے ہوئے چند مویشی کو ہانک لیگئے لیکن ہمارے گشت کے سپاہیون
کو دیکھا تو بھاگ گئے۔ اسی عرصہ مین رحم علی باغی اُس نواح کا ٹھیکہ لیکر بریلی سے آیا
لیکن بہت روز مقیم نرہا اور مین نے سنا کہ وہ صرف اپنے بھاگ جانے کا موقع تلاش
کرتا پھرتا تھا۔ مجھکو خوب معلوم تھا کہ نامبردہ بلند شہر کے ضلع مین نہ اُترنے پاویگا لیکن
یہ بھی خیال تھا کہ داود خان کی اعانت دوستانہ کی وجہ سے ضلع علیگڈھ مین بآسانی
اُتر سکیگا چنانچہ حال مین ایسا ہی ہوا۔ چونکہ کرنیل فارکر صاحب گنگا کے گھاٹون

کی نگرانی چھوڑ کر اور کسی جگہ جانے سے معذور رہتے اس واسطے ابھی تک گوجرون کی نسبت کچھ کارروائی نہین ہوئی ہے نہ اون لوگون نے سکندرآباد کے سنگین جرایم کی کافی سزا پائی ہے لیکن بہرکیف اون کے ذہن نشین کرانا چاہیے کہ جرم کی سزا ضرور ہوتی ہے خواہ جلد ہو خواہ دیر مین۔

نام چند اشخاص کے جنھون نے سرکار انگلشیہ کی خیر خواہی کی اور سرکار نے بصلہ خیر خواہی اونکو انعام دیا

(۱) طامس اسکنر صاحب رئیس بلاسپور۔ ان کو حقیقت زمینداری منضبط جمعی چھ ہزار روپیہ انعام دی گئی

(۲) محمود علی خان رئیس چھتاری۔ حقیقت زمینداری منضبط جمعی چار ہزار ایکسو ترانوے روپیہ معہ خلعت قیمتی ایکہزار روپیہ

(۳) فیض علی خان رئیس پہاسو۔ حقیقت زمینداری منضبط جمعی چار ہزار روپیہ معہ خلعت قیمتی ایکہزار روپیہ اور منہائی جمع چہارم تا حیات خود

(۴) امداد علی خان رئیس پہاسو۔ حقیقت زمینداری منضبط جمعی دو ہزار چھسو نو روپیہ [۲۶۰۹]

(۵) ظہور علی خان رئیس دھرم پور حقیقت زمینداری منضبط جمعی تین ہزار روپیہ

(۶) راو گلاب سنگھ رئیس کوچیسر حقیقت زمینداری منضبط جمعی آٹھ ہزار روپیہ معہ خلعت قیمتی دو ہزار روپیہ اور منہائی جمع چہارم تا حیات خود و خطاب راجہ بہادر

(۷) چودھری لچھمن سنگھ رئیس شکارپور حقیقت زمینداری منضبط جمعی ایکہزار چھسو ننانوے روپیہ [۱۶۹۹]

(۸) محمد رحمت خان صاحب ڈپٹی کلکٹر۔ بصلہ خیرخواہی جو اونھون نے بجنور مین کی اور
تخمیناً پینتیس ہزار روپیہ کا مال واسباب باغیون نے اون کا لوٹ لیا۔ اون کے
فوت ہوجانے پر اونکے بیٹے محمد احمد علی خان رئیس خورجہ کو حقیت زمینداری جمعی
پانچہزار روپیہ معہ خلعت قیمتی ایکہزار روپیہ (معہ تلوار) انعام ملا۔ فی زمانہ احمد علیخان کے بڑے
بیٹے محمد خان صاحب بلندشہر مین آنریری مجسٹریٹ ہین اور اونکے چھوٹے بھائی محمد مصطفی خان
صاحب بلندشہر مین آنریری اسسٹنٹ کلکٹر ہین۔ تمام قوم خویشگی پٹھانون کے سردار ہین۔
(۹) مولوی محمد بخش صاحب ڈپٹی کلکٹر۔ بصلہ خیرخواہی ملک پنجاب واودھ حقیت
زمینداری جمعی ایکہزار روپیہ عطا ہوئی۔ فی زمانہ اونکا بیٹا سید عبدالعزیز موجود ہے۔
(۱۰) خوشی رام تھانہ دار ساکن بھٹونہ۔ حقیت زمینداری جمعی ایکہزار دو سو دو روپیہ
معہ خلعت قیمتی ایکہزار اور مہنائی جمع چہارم تاحیات خود۔
(۱۱) سید میر خان سردار بہادر کو دس گانون بصلہ خدمات قبل غدر و بعد غدر
عبداللطیف خان رئیس خانپور کی جایداد منضبطہ سے عطا ہوئے اور آٹھ سو روپیہ
پنشن ماہواری نسلاً بعد نسلاً اولاد ذکور عطا ہوئے۔ اس خاندان مین اب آغا
سید محبوب علی شاہ اونکا پوتہ جانشین اپنے دادا کے ہین۔
(۱۲) لالہ تاراچند صاحب مرزاپور۔ ایام غدر مین رسد دی تھی اور گانون کو ایک موقعہ
پر اڑائے جانے سے بچا لیا تھا۔ خیرخواہ سرکار رہے۔ اس خاندان مین اسوقت بابو
منوہر لال صاحب بی۔اے ایل ایل۔بی وکیل ہائیکورٹ بلندشہر مین وکالت کرتے ہین۔
(۱۳) منشی لچھمن سروپ رئیس سکندرآباد۔ جایداد جمعی دو سو روپیہ عطا ہوئی۔
علاوہ ان کے اور بہت صاحبون کو جو خیرخواہ سرکار رہے انعام وجاگیر دی گئی۔

باغیان بدکردار کی فہرست حسب ذیل ہے

اول۔ ولیداد خان رئیس مالاگڈھ تمام باغیون کا سرغنہ تھا۔ بادشاہ دہلی سے ولیداد خان کی رشتہ داری تھی اول مرتبہ جب ضلع سے حکام انگریزی چلے گئے تو یہ شخص باغی ہوگیا اور بادشاہ سے عہدہ صوبہ داری بلندشہر اور علیگڈھ کا حاصل کرکے اوس نے انگریزی عملداری کو ملیامیٹ کر دیا۔ بلندشہر اور دیگر قصبات کے بہت سے سرکاری خیرخواہون نے اوسکی نوکری قبول نہ کی اون غریب بیچارون پر سخت ظلم کئے۔ ولیداد خان کے تابعین نے ایک مرتبہ کھٹونہ کے جاٹون پر حملہ کیا لیکن اوس لڑائی مین بہادر جاٹون نے اونکی تین ضرب توپ چھین لین اور اونکو مار کر بھگا دیا زان بعد جھانسی بریگیڈ کی باغی فوج نے جو دہلی سے ولیداد خان کی مدد کیلیے بھیجی گئی تھی حمایت کر کے کھٹونہ پر حملہ کیا نتیجہ پہلے سے کچھ اچھا نہ پایا۔ بعد فتح دہلی کے جب حکام انگریزی ضلع بلندشہر کو واپس آئے تو اس باغی کے آدمیون نے سخت مقابلہ کیا لیکن شکست پائی اور ولیداد خان گنگا پار بھاگ گیا اور پھر کبھی گرفتار نہوا سننے مین آیا کہ نیپال چلا گیا قلعہ اوسکا مسمار کرادیا گیا اور مال و ملکیت سرکار کی ضبطی مین لے لی اس بدبخت باغی کے مشیر اسمعیل خان و غلام حمید خان و مہدی بخش و قاضی وزیر علی تھے۔

اسمعیل خان اوسکا قریبی رشتہ دار تھا جب ولیداد خان نے علم بغاوت اوٹھایا اسمعیل خان وہین موجود تھا۔ بعد شکست مالاگڈھ کے بریلی کو بھاگ گیا وہان خان بہادر خان باغی کا ملازم ہوا۔ جب بریلی پر سرکار کا دخل ہوگیا تو اسمعیل خان شاہجہانپور بھاگ گیا وہین گرفتار ہوا تحقیقات جرایم ہوکر اوسکو چودہ برس قید کی سزا دیگئی لیکن بعد کو ازراہ ترحم خسروانہ گورنمنٹ نے جرم اوسکا معاف کر دیا اور وہ نواب صاحب رامپور کا ملازم ہوگیا۔ غلام حمید خان زمیندار جنیانہ موا صنعات پرگنہ برن کا تھا اور خوب آسودہ حال تھا۔ ولیداد خان سے اوسکی دوستی تھی بغاوت مین اوسکا شریک ہوگیا اور تحصیل کرنا زر مالگذاری کا اوسکے سپرد کیا گیا۔ اس کام کو اوس ظالم نے نہایت سختی و بیرحمی سے انجام دیا۔ زمیندارون کو سخت اذیت پہونچائی اور بےعزت کیا بعد

شکست مالاگڈھ نامبردہ میرٹھ کو مفرور ہوگیا اور گرفتاری سے بچگیا لیکن زمینداری اوسکی ضبط سرکار ہوئی چند روز بعد معافی عام کے اشتہار کے سایہ مین اپنے گھر آگیا۔

مہدی بخش۔ یہ شخص پوتہ اوسی ٹھاکر دوندے خان کا تھا جس نے ۱۸۰۷ء مین گورنمنٹ انگریزی کا اس ضلع مین مقابلہ کیا جسوقت ماہ مئی ۱۸۵۷ء مین حکام انگریزی ضلع سے چلے گئے تو رحم علیخان اور اوسکے والد مظہر علیخان فوراً سرگروہ باغیان بنگئے اور کچھ جماعت آوارہ گردون کی جمع کرکے شکارپور مین جو اونکے مسکن سے قریب چھ میل کے تھا مقیم ہوئے۔ چودھری لچھمن سنگہ کے دیہات پر قبضہ کرکے اپنے آپکو پرگنہ شکارپور کا بادشاہی عامل مشہور کیا۔ پھر جب حکام انگریزی نے ضلع مین دخل کیا دونون روہیلکھنڈ کی طرف بھاگ گئے وہان خان بہادر خان کی نوکری قبول کرکے سرکار کے چند خیرخواہ زمیندارون سے لڑے بعدہ بیکانیر کی طرف چلے گئے اثناء راہ مین کئی سرکاری ملازمون کو بیگناہ قتل کیا۔ آخرش راجپوتانہ مین میجر ایڈن صاحب ریذیڈنٹ کے پاس حاضر ہوئے اور صاحب موصوف نے اونکو روانہ آگرہ کیا تاکہ اونکی نسبت تحقیقات کیجائے مظہر علیخان راستہ مین فوت ہوگیا۔ رحم علیخان بعد تحقیقات اور ثبوت جرم کے سزائے حبس دوام بعبور دریائے شور کے ہوا منجملہ جرائم کے جو رحم علیخان پر ثابت ہوئے ایک جرم یہ تھا کہ اوس نے ضلع آگرہ مین سڑک اعظم پر میجر واٹرفیلڈ صاحب کو بیگناہ قتل کیا۔ دوم نامبردہ نے ضلع متھرا مین تحصیل جلیسر پر اور ضلع آگرہ مین تھانہ بناہٹ پر چھاپہ مارا اور ان وارداتون مین ایک تحصیلدار اور دو تھانہ دار مارے گئے۔ سوم نامبردہ نے ضلع بدایون مین ٹھاکر موتی سنگہ ساکن موضع گنوان کو بلا وجہ قتل کیا۔ علاوہ سزائے قید کے اوسکی ریاست کھیلیا ضبط سرکار کیگئی۔

سوم۔ عبداللطیف خان رئیس خانپور۔ یہ شخص ڈیڑھ سو گانون کا مالک اور اضلاع بلندشہر اور میرٹھ کی بارہ بستی کے پٹھانون کا سردار تھا۔ بغاوت اوسکے ذمہ یہ ثابت ہوئی کہ اوس نے سرکاری فوج کا مقابلہ کرنے مین ولیداد خان کو مدد دی سرکار کی بدخواہی مین بادشاہ دہلی

سے خط وکتابت رکھی۔ مجرمون کو سرکاری ملازمون کے حوالہ کرنے مین عذر کیا اور عند الطلب زر مالگذاری نہ دیا۔ آخر کار جرم ثابت ہوکر نامبردہ کو سزاے حبس دوام لعبور دریاے شور ہوئی اور کل جایداد معرض ضبطی مین آئی۔ لعدہٗ قصبہ خانپور معہ چند دیہات گرد نواح سید میر خان سردار بہادر کو سرکار سے انعام ملے۔

اشخاص متذکرہ صدر اس ضلع کے نامی نامی باغی تعلقہ دارون مین تھے ان مین سے ہر ایک کا ساتھ اوسکے رشتہ دارون اور متوسلون نے دیا مثلاً بلند شہر کے شیخ بہلیم معافیدار ولیداد خان کے شریک ہوکر تباہ ہوئے۔ سکندرپور کے سادات معافیدار رحیم علیخان کی رفاقت کرکے اپنے قطعات معافی کھو بیٹھے اور بہت سے پٹھان عبد اللطیف خان کا ساتھ دیکر برباد ہوئے۔ تعلقہ داران مندرجہ ذیل پر بھی الزام بغاوت لگایا گیا لیکن معافی عام کے اشتہار نے اونکو سزا سے بچا دیا۔ ؎ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

اول۔ نواب مصطفیٰ خان رئیس جہانگیر آباد۔ یہ نواب صاحب رشتہ دار ولیداد خان کے تھے۔ اپنے مخالفین پر غالب رہنے کے لئے اونھون نے ولیداد خان سے مدد لی۔ تحقیقات ہونے پر ثابت ہوا کہ نواب مصطفیٰ خان نے سرکار انگریزی کی بدخواہی مین بادشاہ دہلی کے ساتھ خط وکتابت کی چنانچہ اس جرم مین اوسکو سزا سات برس قید کی ہوئی لیکن گورنمنٹ نے قصور معاف کرکے سزا منسوخ کردی۔

دوم۔ رانی چوہان جی سکنہ انوپ شہر۔ یہ رانی راجگان انوپ شہر کے قدیم بڑگوجر خاندان سے تھی۔ ضلع مین بے انتظامی ہوتے ہی رانی کے متوسلون نے قدیمی بڑگوجر خاندان کی ریاستون پر جبراً قبضہ کرنا چاہا اور کنور بھیم سنگھ نواسہ رانی کو انوپ شہر کا راجہ مشہور کردیا۔ تحقیقات ہوکر جرم ثابت ہونے پر رانی کی کل جایداد ضبط ہوئی لیکن معافی قصور ہوکر پھر جایداد واپس دیگئی۔

سوم۔ فیض احمد خان رئیس ملک پور۔ اس رئیس کے اوپر ضلع ہذا و ضلع علیگڈھ

مین سنگین سنگین جرایم کا الزام تھا لیکن ہنوز مقدمہ عدالت مین دایر تھا کہ گورنمنٹ نے بموجب اشتہار معافی کے اوسکا قصور معاف کردیا۔

چہارم۔ غلام غوث خان رئیس چھاجھر۔ یہ زمیندار ضلع بلندشہر کے ایک قدیم اور معزز خاندان قوم بلوچ سے ہے تحقیقات ہوکر ثابت ہوا کہ اوس نے باغی سپاہیون کو جو اکثر اسی کے قصبے کے باشندے تھے پناہ دی اور اس جرم مین اوسکے واسطے سزا قید بمیعاد سات برس معہ ضبطی جایداد تجویز ہوئی لیکن جب معلوم ہوا کہ غلام غوث نے ایک انگریزی افسر کی جان بچائی تھی تو قصور اوسکا گورنمنٹ سے معاف ہوکر سزا منسوخ ہوئی۔

پنجم۔ حرمت خان ساکن بنڈراول۔ اس شخص کی نسبت یہ الزام عاید کیا گیا تھا کہ اوس نے سرکار انگریزی کا بدخواہ بنکر باغیون سے خط وکتابت رکھی اور اون کے واسطے اپنے قلعہ مین سامان رسد جمع کیا لیکن بموجب اشتہار معافی کے اوسکا قصور معاف ہوا۔

جاٹ عموماً سرکار انگریزی کے خیرخواہ رہے اور گوجر مسلمان راجپوت اکثر سرکار کے بدخواہ رہے۔ دیہات گرد ونواح کے گوجرون اور مسلمانون اور جارچہ کے سید معافیدارون کی نسبت ثابت ہوا کہ اونھون نے قصبہ سکندرآباد کی لوٹ مین تقدیم کی چنانچہ اس جرم مین علاوہ ضبطی جایداد کے اون پر سخت جرمانہ کیا گیا تحصیل سکندرآباد کے بڑگلہ راجپوت بھی عموماً سرکار انگریزی کے بدخواہ رہے۔

بعد غدر سنہ ۱۸۵۷ء کے تین واقعات عظیم ہوئے۔ ایک سنہ ۱۸۶۰ و ۱۸۶۱ء کا قحط۔ دوسرا سنہ ۱۸۶۸ و ۱۸۶۹ء کا قحط۔ تیسرا بندوبست جدید۔ فقط

اللہ باقی من کل فانی

سید عبدالعزیز رئیس چھپراوت ضلع بلندشہر جنوری سنہ ۱۹۲۴ء